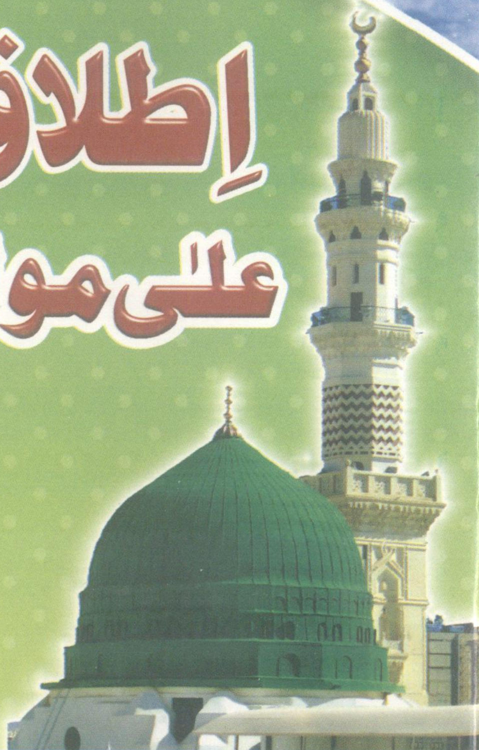


بنا عید میلاد النبی ﷺ عیدوں کا کیا فائدہ
یہی ہے عیدوں کی عید اولیا کے زاہدہ
ملے دستر خواں بنے وہ دن عید انکی وسیم
کیوں نہ منائیں عید جس پر قربان ہے ہزار مائدہ

میلاد النبی ﷺ کو عید کہنے پر ایک مستند اور جامع تحریر

اِطلاقُ العید علی مولدِ الحبیب ﷺ



مصنف

مفتی محمد وسیم سیالوی

شعبہ تصنیف وتالیف

جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام پیر محل (رجسٹرڈ)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

کتاب پڑھنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ
عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

ترجمہ: اے اللہ عزوجل ہم پر علم و حکمت کے دروازے کھول دے
اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما! اے عظمت اور بزرگی والے

باہتمام

حاجی عبدالغفور صاحب

سرپرست اعلیٰ

انجمن خادم المسلمین خالقیہ رزاقیہ مکی مسجد پیر محل

برائے ایصال ثواب

والدین حاجی عبدالغفور صاحب و امت مسلمہ

انتساب

میں اس تصنیف ''اطلاق العید علی مولد الحبیب ﷺ'' کو اپنی بیٹی ''عدن فاطمہ'' اور بالخصوص ان نونہالان وطن سے منسوب کرتا ہوں جو عین اس ساعت میں جب میری یہ کاوش اپنے تکمیل کے مراحل میں تھی۔ بزدلانہ فرعونیت کا نشانہ بنے۔ معصوم شہدا کے لاشے دیکھ کر گلشن وطن کے نو بہار شگوفے یہ کہنے پر مجبور ہیں۔

ماں مجھے بھی صورت موسیٰ بہادے نہر میں
قتل طفلاں کی منادی ہو چکی ہے شہر میں

کیونکہ پہلے جنازوں پر پھول دیکھتے تھے مگر سانحہ پشاور میں پھولوں کے جنازے دیکھے۔ رب مجیب عزوجل صدقہ میلاد حبیب ﷺ ان طفلان وطن کو جنت الفردوس میں ننھے شہدائے کربلا کا جوار نصیب فرمائے اور میری ننھی کلی کو سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عطا کردہ چادر تقدس کی امین بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

محمد وسیم سیالوی

24 صفر المظفر 1436ھ بمطابق 17 دسمبر 2014ء بروز بدھ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	اطلاق العید علیٰ مولد الحبیب
مصنف	محمد وسیم سیالوی
ڈیزائننگ	محمد حسیب احمد قادری
کمپوزنگ	عبدالرحمٰن
نظر ثانی	حضرت علامہ مولانا پیر محمد حامد سرفراز رضوی قادری صاحب
پروف ریڈنگ	مولانا محمد طاہر صاحب، محمد ندیم عطاری صاحب
خصوصی تعاون	مولانا محمد نصر اللہ قمری صاحب، مولانا محمد عرفان صاحب
	حافظ محمد احسن سیالوی صاحب
مطبوعہ	شوقِ مدینہ پرنٹنگ پریس پیر محل
ملنے کا پتہ	جامعہ نعیمیہ قمرالاسلام پیر محل
	لائبریری خالقیہ رزاقیہ مکی مسجد پیر محل

نوٹ! تمام حوالہ جات نیک نیتی سے جذبہ اصلاح کے تحت انتہائی غور وفکر کے بعد سپرد تحریر کیئے گئے ہیں اگر کوئی غلطی نظر آئے تو براہِ کرم ادارہ کو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

فہرست

تقریظ

خورشید ملت علامہ ڈاکٹر خادم حسین خورشید الازہری صاحب

ادارہ وحدت اسلامیہ پاکستان

فاضل شہیر حضرت علامہ مفتی محمد وسیم سیالوی صاحب کی نئی تصنیف ''اطلاق العید علیٰ مولد الحبیب'' کا مسودہ بعض جگہوں سے دیکھنے اور پڑھنے کا اتفاق ہوا، دلی مسرت ہوئی انداز تحریر علمی مگر سادہ تاکہ پڑھنے والے کے دماغ میں اتر سکے۔

منکرین کے اعتراضات کے جوابات قرآن وحدیث اور اقوال آئمہ ومُحدّثین کے ذریعے دے کر جہلاء امت کی تمام مکروہ چالبازیوں کے دروازے اللہ کے فضل وکرم سے بند کر دیئے ہیں۔ فاضل مصنف کو اللہ رب العزت نے بے پناہ خصوصیات سے نوازا ہے آپ ہمہ صفت موصوف ہیں۔ مسند تدریس پر جلوہ فگن ہوں تو قابل مدرس، تحریر کا میدان ہو تو روشن دماغ مصنف، تقریر کا میدان ہو تو بے باق مبلغ اور اگر آپ کے عظیم دینی ادارہ جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام پیر محل کی حسین اور دیدہ زیب بلڈنگ، طلباء، اساتذہ کا رہن سہن اور حسن انتظام دیکھیں تو بلند حوصلہ منتظم کے طور پر نظر آتے ہیں اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ خالق کائنات بصدقہ صاحب لولاک حضرت کا علمی وفکری فیضان، تحریر، تدریس اور تقریر کی صورت میں ہمیشہ عام فرمائے۔ ہمیں اور ہماری نئی نسل کو دین متین کی صحیح روشنی عطا فرمائے اور حضرت کی تمام کتب کو عوام اہلسنت کیلئے فائدہ مند بنائے۔ آمین ثم آمین

خادم علماء ومشائخ حق

خورشید الازہری

تقریظ

حضرت علامہ مولانا پیر حامد سرفراز قادری رضوی صاحب

حضور سرور عالم ﷺ کی ولادت اقدس کائنات کے ذرے ذرے کیلئے رحمت ہے جان عالم ﷺ کی آمد کی ہی بہار ہے کہ زندہ درگور ہونے والیاں باپوں کی گود میں کھیلتی ہوئی نظر آئیں۔ پتھر کی مورتوں کے سامنے ماتھا ٹیکنے والے اللہ واحد وکریم کے حضور سجدہ ریز نظر آئے۔ ہلکی بات پر صدیوں خون ریزی کرنے والے زندگیوں کے محافظ نظر آئے۔ حاجت مندوں کے منہ سے نوالہ بصورت سود چھیننے والا معاشرہ اپنے شکم پر گرہ باندھ کر بھوکوں کے پیٹ بھرتا نظر آیا۔ ظلم، جبر، ناانصافی، چوری، قتل، زنا، جھوٹ، بدعہدی، جہالت الغرض تمام ظلمتوں کے بادل چھٹ گئے۔ خالق کریم عزوجل سے بغاوت کرنے والی قوتوں نے منہ چھپا لئے اور ہاں یوم ولادت اقدس اور شب ولادت مطہر عام دن اور رات کے مثل خاموشی سے نہیں گزر گئے۔ جشن تھا، ایک عظیم جشن، مشرق ومغرب اور قبلہ اول وبیت اللہ شریف پر پرچم لہرائے گئے۔ آسماں کے تارے جھک کر مکان عرش مقام پر سج گئے خشک سالی کو برکھارت نے اپنے دامن میں لے لیا۔ بہار نے خزاں کی خوب خبر لی۔ آتش کدہ ایران جو صدیوں سے رب کریم عزوجل کی زمین پر واحد عزوجل کے بندوں سے سجدوں کا خراج وصول کر رہا تھا یکسر بجھ گیا۔ زمین پر راج کرنے والی سپر پاور طاقتوں کی راجدھانیوں میں زلزلے آئے۔ محلات کے کنگرے زمیں بوس ہوئے۔ ہاں دیکھو یہ مدینہ منورہ ہے رات کے پچھلے پہر مکان کی چھت پر عالم یہود پکار رہا ہے لوگو، لوگو اٹھو، خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ وہ دیکھو فلک پر ایک خاص تارہ چمک رہا ہے یہ عام نہیں ہے خبر دے رہا ہے کہ احمد ﷺ کی ولادت ہوگئی۔ بن میں جانور، زیر آب مچھلیاں فرط ذوق میں جھوم جھوم کر ایک دوسرے کو مبارک بادیاں دے رہے تھے اور یہی تبادلہ تہنیت عالم بالا میں بھی جاری تھا ایک

آسماں کے فرشتے دوسرے آسماں کے باسیوں کو مبارکبادپیش کررہے تھے الغرض کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے۔کیسے ممکن تھا کہ مسلمان اس یوم سعید، سبب ہر عید کو بھلادیتے اسی لئے ہمیشہ سے عرب وعجم میں اس مبارک دن کی جلوہ افروزی کے موقع پرخوشیوں اور فرحتوں کا اظہار کیا جاتا تھااور کیا جاتا ہے۔نئے لباس، خوشبو کا استعمال، صدقات وخیرات کی کثرت، ذکر ودرود کی محافل، پرچم تھامے پروقار جلوس یہ سب کچھ محبت محبوب خدا عزوجل ﷺ کی حسین ادائیں ہیں جو اہل محبت سے جبراً کروائیں نہیں جاتیں بلکہ حضرت ''عشق'' خود رہنمائی کردیتا ہے ہاں ضروری نہیں کہ یہ سب کچھ سب کو بھا جائے کچھ ایسے بھی ہیں جو اس خوشی کے موقع پر بھی سب وشتم پر اُتر آتے ہیں۔اہل محبت سے اُلجھتے ہیں۔اہل ایماں کو جان ایماں ﷺ کی ولادت اقدس کی خوشی میں خوش ہونے سے روکتے ہیں۔لایعنی باتوں کی تکرار، نت نئے وسوسے ایجاد کرتے ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ سب امور بدعت ہیں۔سچ کو آنچ نہیں اگر یہ وفا کے انداز مسرت کے اظہار بدعت ہیں تو دل پہ ہاتھ رکھ کر صاف صاف بتادیجیئے کہ میلاد شریف کی مخالفت میں جلسے، کانفرنسز ، بینرز، پوسٹر اور انکار میں کتابیں شائع کرنا کس کی سنت ہے؟ سوچنے کی بات ہے اسے بار بار سوچ

خیر انہیں وسوسوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں تیسری عید، عید میلاد النبی ﷺ کی کوئی گنجائش نہیں یہ دین میں اضافہ اور ناجائز ہے۔کاش معترضین نے نظر اُٹھانے کی بجائے جھکا کر گھر میں ڈال لی ہوتی تو انہیں صد سالہ جشن تقریب، ختم بخاری، سیرت کانفرنس، جلسہ دستار بندی وتقسیم اسناد، ایام وصال خلفائے راشدین مھدیین رضی اللہ عنہم پر جلوس اور ریلیاں فقط یہی نہیں مدارس کا قیام اور ان کے مختلف نام، مسجدوں کو پختہ کرنا اور ان میں زیب وزینت فلک شگاف مینار نیز مساجد کے محراب، امام ومؤذن اور خطیب ومدرسین کے ماہانہ وظائف، مدارس میں پڑھایا جانے والا نصاب رجسٹر نکاح اور اس میں اندراج! کیا کیا گنوایا جائے جو عہد اقدس میں نہیں تھا مگر بخوشی قبول مگر نہ ناجائز نہ دین سے عدول۔اک یوم میلاد ہے جو

سہا نہیں جاتا اور نا منظور، نا منظور کی ضد ہے۔ کوئی پوچھنے والا ہو کہ جس دلیل سے میلاد منانا ناجائز ٹھہرا اُسی دلیل سے امور و افعال مذکورہ ناجائز و حرام کیوں نہیں؟ اور جس آیت قرآنی و حدیث شریف کی روشنی سے ذکر کردہ افعال جائز اسی نص سے میلاد شریف منانا کیوں ناجائز ہوا؟ کیا حکم شریعت یکساں نافذ نہیں؟ خیر زیر نظر کتاب "**اطلاق العید علی مولد الحبیب**" لفظ عید کے جواز پر ایک عمدہ تحریر ہے جس میں قرآن و حدیث، اقوال آئمہ دین و محدثین، لغت عرب، صرف و نحو، غرض تمام جہتوں سے ثابت کیا گیا کہ لفظ عید کا اطلاق و استعمال یوم ولادت اقدس پر بلاشبہ جائز ہے۔

یہ کتاب فاضل مکرم، استاذ العلماء، زینت اہلسنت، علامہ مولانا مفتی محمد وسیم سیالوی صاحب دام ظلہ کی تصنیف ہے حضرت مفتی صاحب کثیر خوبیوں کا مجموعہ ہیں عالم دین ہیں، مسند افتاء کی رونق ہیں، سحر بیاں خطیب ہیں، ذوق طبع نفیس ہے، شاعری کی دنیا میں قدم ہی نہیں قدر رکھتے ہیں ایک عظیم الشان دینی ادارے کے بانی و مہتمم ہیں جس میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ کے فروغ کا سلسلہ جاری ہے ایک بڑی خوبی ان میں یہ بھی ہے کہ متکبر و خشک مزاج نہیں۔ خندہ پیشانی سے آنے والے کا استقبال، حفظ مراتب کا خیال اور مہمان نوازی ماشاء اللہ بارک اللہ دین و سنیت کی نشر و اشاعت میں مشغول رہتے ہیں۔ اس کتاب سے قبل بھی اپنی قیمتی علمی نوازشات بصورت تصانیف کر چکے ہیں۔ راقم الحروف کے مرشد کریم شیخ الحدیث والتفسیر ولی کامل، نائب محدث اعظم پاکستان سیدی الحاج پیر محمد عبد الرشید قادری قدس سرہ العزیز خدمت دین کرنے والوں سے بے پناہ محبت فرماتے ہیں اسی لئے یہ فقیر بھی حضرت مفتی صاحب دام افضالہ، سے قلبی لگاؤ رکھتا ہے دعا گو ہوں مالک کریم بوسیلہ سرکار مصطفیٰ کریم ﷺ اس تصنیف لطیف کو قبول عام بخشے اور قبلہ مفتی صاحب کے علم و عمل و عمر میں برکات کثیرہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

محتاج کرم محمد حامد سرفراز قادری رضوی غفرلہ

حرف بیان

ظہور اسلام سے پہلے جہالت وضلالت کی حکمرانی اور سرکشی و بغاوت کا سکہ ہر طرف رائج تھا۔ جس کی بناء پر معاشرہ تباہی کے دہانے پر کھڑا تھا۔ شرک کی سیاہ چادر نے انسانی ذہن کو اپنی لپیٹ میں ایسا لیا کہ کہیں تو انسان آتش پرستی میں سکونِ قلب ڈھونڈ رہا تھا، کہیں سورج کی پرستش ہو رہی تھی اور کہیں یہی اشرف المخلوقات (حضرت انسان) اپنے ہی ہاتھوں سے تراشے ہوئے پتھر کے صنم کے سامنے سربسجود تھا۔ پتھر کے ان ٹکڑوں کو معبود، حاجت روا اور ملجا و ماویٰ تصور کیا جاتا تھا۔ عربوں کی اخلاقی پستی زوال کی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ عفت و عصمت اور تہذیب و شرافت کے تصورات تو قصہء پارینہ بن چکے تھے۔ معمولی سی بات پر لڑ مرنا ان کا شیوہ تھا۔ ہر پیدا ہونے والا بچہ اپنے آباؤ اجداد کے مقتولین کا انتقام لینے کے جذبے میں پرورش پا رہا تھا۔ جوان ہو کر اپنے جذبہ انتقام کی آگ کے سرد کرنے کو ہی اپنا اولین مقصد بنا لیتا جس کی وجہ سے ہمیشہ لڑائی کی چنگاری سلگتی رہتی۔ جس کے نتیجے میں بے رحمی اور قتل و غارت کی بدترین مثالیں سامنے آتی تھیں۔ مثلاً قیدیوں کے اعضاء کاٹنا کبھی انہیں موت کے منہ اتار کر جگر چبانا اور کبھی ان کے کاسئہ سر کو ساغر بنا کر اس میں شراب پینا انداز تفاخرانہ میں سے تھا۔

عرب کی اس حالت زاری یعنی بت پرستی، فسق و فجور، قتل و غارت، چوری و رہزنی، شراب نوشی و قمار بازی، بدکاری و سود خوری، فحاشی و بے حیائی، بداخلاقی و بے راہروی، بے رحمی و خودسوزی کی منظر کشی قرآن مجید نے انتہائی جامع انداز میں یوں فرمائی۔

ظهر الفساد فی البر و البحر۔ القرآن، الروم، 30:41

”خشکی اور تری میں فساد پھیل چکا تھا“۔ اللہ وحدہ لاشریک نے ذلت و پستی میں غرق انسانیت پر احسان فرماتے ہوئے اپنا محبوب انہیں عطا فرمایا۔ تا کہ ذلت و رسوائی کی زندگی گزارنے والے انسانوں کو عزت سے جینے کا سلیقہ مل سکے۔ مگر اللہ جل مجدہ الکریم آئندہ حالات کا بخوبی عالم تھا اسی لئے فرمایا۔ لقد من اللہ علی المؤ منین اذ بعث فیھم رسولا ۔ (القرآن) یعنی ہدایت کا ستارہ تو سبھی کیلئے ہیں مگر احسان ان پر جو اپنے سینوں کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ اور یہ فطرتی عمل ہے جس پر احسان ہو وہ خوش ہوتا ہے جو کہ اس کا حق ہے جسے کوئی اس سے چھین نہیں سکتا۔ الحمد اللہ قرون اولیٰ سے آج تک میلاد مصطفےٰ ﷺ پر مومنین خوشی کا اظہار کرتے چلے آرہے ہیں جیسا کہ آج بھی اہلسنت و جماعت کا طریقہ ہے۔ تاریخ کے اوراق میں ورق گردانی کرنے والے قاری کو انداز میں تو فرق مل سکتا ہے مگر خوشی کا جو ہر ضرور نظر آئے گا۔ کسی خاص وجہ سے جس دن خوشی منائی جائے عربی میں وہ ”عید“ کہلاتا ہے۔ مگر کچھ لوگوں نے ”میلاد النبی ﷺ پر عید کا اطلاق“ سے برہمی کا اظہار فرمایا۔ محض تقاریر میں ہی نہیں بلکہ اپنی عادت کے مطابق 2013ء میں پیر محل کے مرکزی جلوس میلاد میں ایک پمفلٹ تقسیم کیا گیا جس میں میلاد النبی ﷺ پر متعدد اعتراضات کئے گئے جن میں ایک سوال کا جواب 2014ء کے یوم میلاد پر ہم نے ”البرہان القوی فی التاریخ میلاد النبی ﷺ“ کے نام سے دیا تھا۔ جبکہ دوسرے سوال (میلاد النبی ﷺ پر لفظ عید کا اطلاق درست نہیں کیونکہ اسلام میں تیسری عید کا تصور نہیں) کا جواب سال رواں 2015 کے یوم میلاد پر ”اطلاق العید علیٰ مولد الحبیب“ کے نام سے دے رہے ہیں۔ اللہ کریم اسے ہر عام و خاص کیلئے نافع بنائے۔

الحمدُ لِلّٰہ الَّذِیْ جَعَلَ لَنَا مِیْلادَالنبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدًا

والصّلوٰۃ وَالسَّلَا مُ عَلٰی الذی جُعِلَ عَلٰی ذَالِکَ شَہِیْدًا

وعلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحابِہِ الَّذِینَ یَجْتَبُوْ نَ بِہٖ طَرِیْقاً

امابعد

اَعُوْذُ بِا للّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِذقَالَ عِیسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اَ للّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مائدۃً مِنَ السَّمآءِ تکُونُ لنا عِیْدًا لِاَ وَّلِنا وآخِرِ نَا وآیۃً مِنکَ وَأرْزُ قْنا وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّ ازِقِیْنَ

صَدَقَ اللہ الْعَظِیْم ۝ (القرآن ،المائدہ114)

مَولَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً ابدًا

علٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الخَلقِ کُلِّھِمِ

یا رَبِّ بِا لمُصطفٰی بَلِّغْ مَقَا صِدَ نَا

وَاغْفِرْ لَنَا مَا مَضٰی یا وَاسِعَ الْکَرَمِ

سرکار دو عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک اپنے ظہور کے اعتبار سے تین مختلف مراحل سے گذر کر ظہور تام کو پہنچا ہے۔

پہلا مرحلہ:۔ ”خِلقتِ مصطفٰےﷺ“

خلقت مصطفٰےﷺ سے مراد ظہور کا وہ پہلا مرحلہ ہے کہ جب اللہ رب العٰلمین نے سرکارﷺ کے نوری وجود مسعود کو عدم سے عالمِ وجود میں منتقل فرمایا۔اور اس مرحلہ ”خِلقت مصطفٰےﷺ“ کے وقت کی تعین اس کے سوا معلوم نہیں کہ پیارے مصطفٰے کریمﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَوَّ لُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی وَ مِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ جَمِیْعَ الْکَا ئِنَات.

ترجمہ ”اللہ رب العٰلمین نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا بعدازاں میرے نور سے ساری کائنات کو پیدا کیا“۔ (المیلا د النبیﷺ 22)

وقت کے معین نہ ہونے کی وجہ یہی ہے کہ خود وقت کو بھی وجود بعد میں میسر آیا۔

دوسرا مرحلہ:۔ ”ولادتِ مصطفٰےﷺ“

جو کہ علماءِ متقدمین ومتاخرین میں سے اکثر کی رائے کے مطابق عرب کے شہر مکہ میں 12 ربیع الاول کی وہ سُہانی صبح ہے۔کہ جس میں خانوادہ عبدالمطلب رضی اللہ عنہ میں حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں نور مصطفٰےﷺ لبادہ بشریت اوڑھ کر فرشیوں کے بھاگ جگانے کے لئے تشریف لائے۔

گویا کہ ظہور مصطفٰےﷺ کا دوسرا مرحلہ وہ ہے جس وقت صرف اہلیان فرشِ زمین ہی نہیں بلکہ قدسیان عرش بریں بھی استقبال مصطفٰےﷺ میں شریک تھے۔

تیسرا مرحلہ:۔ ''بِعثت مصطفیٰ ﷺ''

سرکار ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ کے چالیس سال مکمل ہونے پر اللہ رب العزت نے آپ ﷺ سے اعلان نبوت کروا کر منصب نبوت کو مزید سرفرازی عطا فرمائی۔

المختصر!

۱۔ ''خِلقتِ مصطفیٰ ﷺ'' وجودِ مسعود کا ظہور اول

۲۔ ''ولادت مصطفیٰ ﷺ'' وجود مسعود کا ظہور ثانی

۳۔ جبکہ ''بعثت مصطفیٰ ﷺ'' وجود مسعود کا مرحلہ ظہور ثالث ہے۔

ہمارے موضوع ''میلاد النبی ﷺ پر عید کا اطلاق'' کا تعلق وجودِ مسعود، رشک جنت کے مرحلہ ثانی ''ولادت مصطفیٰ ﷺ'' سے ہے۔

لفظ عید کی لغوی تحقیق

لفظ ''عید'' کے مادہ اشتقاق عرب کی لغت میں بہت سے بیان کئے جاتے ہیں مگر ذیل میں ہم چند ایک مشہور کو ذکر کرتے ہیں تاکہ اس حقیقت کو بے نقاب کیا جاسکے کہ میلاد النبی ﷺ کے لئے لفظِ ''عید'' کے استعمال میں عرفی وشرعی کی طرح لغوی ممانعت بھی نہیں ہے۔ لفظِ ''عید'' کو ہماری زبان میں عربی سے مستعار لیا گیا ہے۔ اس لئے ہم لغت عرب کے مقررہ قوانین کے مطابق لغوی تحقیق قارئین کی نظر کرتے ہیں۔ تاکہ عربی سے ناواقف بھی بآسانی یہ فیصلہ کر سکے کہ لفظِ ''عید'' کو عرفی عیدین (عیدالاضحیٰ وعیدالفطر) کے سوا بھی کسی موزوں موقع پر استعمال کے اندر لانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(ا) اگر لفظ ''عید'' کو عَادَ یَعُوْدُ عودًا معتل العین یعنی اجوف واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ سے مشتق مانا جائے۔

تو لفظ ''عید'' کا معنی ہوگا لوٹ کر آنے والا دن۔

لسان العرب میں ہے اَلْعِیدُ عِیدًا لِاَ نَّہٗ یَعُودُ کُلَّ سَنَۃٍ بفرحٍ مَجدَّدٍ

(لسان العرب ج 6. ص 507)

عیدین میں سے ہر ایک کو ''عید'' اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دن ہر سال لوٹ کر آتا ہے جس سے ہر طرف فرحت کا سماں بندھ جاتا ہے۔

اگر اس مادّہ کے اعتبار سے لفظ ''عید'' کو میلاد النبی ﷺ کے پس منظر کی تصویر کشی کے طور پر استعمال کیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ واضع نے لفظِ ''عید'' کو وضع ہی میلاد النبی ﷺ کے لئے کیا ہے۔

اس باب کا اصل معنی ہے واپس کرنا، لوٹانا، زمانہ جاہلیت میں بعثتِ مصطفیٰ کریم ﷺ سے پہلے جتنی مروّجہ اخلاقی بیماریاں تھیں جنہوں نے عرب کے ماحول کو مفلوج کر دیا تھا آپ ﷺ کی تشریف آوری سے ایک بار تمام نے انسانوں سے یوں منہ پھیرا جیسے گلشن میں موسم بہار کے آتے ہی خزاں کی بے رخیاں لوٹ جاتی ہیں۔ آمد مصطفیٰ ﷺ سے تمام باطل قوتوں کا رد ہو گیا جسکی دلیل کیلئے یہی کافی ہے کہ آپ ﷺ کی آمد مکہ میں ہوئی فارس کا ہزاروں سال سے آباد آتشکدہ صرف ویران ہی نہیں بلکہ سرد ہو گیا۔ صحنِ کعبہ میں نصب تین سو ساٹھ بت منہ کے بل زمین بوس ہو گئے یعنی حقیقی معنوں میں جس دن حق آیا باطل لوٹا اور واپس ہوا۔ اس دن کو ہم عید نہ کہیں تو اور کیا کہیں۔؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَذَکِّرْھُمْ بِاَیَّامِ اللّٰہِ . ''ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے

دنوں کو اچھے انداز میں یاد کرو"۔ (القرآن ،ابرھیم5).

اس سے بڑھ کر مسلمان یوم میلاد النبی ﷺ کو کیا منائیں کہ صرف شکر کے سجدے ہی نہیں بلکہ خوشی کے شادیانے بھی ہوتے ہیں، ہر طرف چراغاں، محافل کا انعقاد، لنگر کا تقسیم ہونا۔ صرف یہی نہیں مسلمان تو اس دن کو "عید" کے طور پر مناتے ہیں۔ چونکہ اتنی عظمتوں کا حامل دن ہمارے پاس ہر سال لوٹ کر آتا ہے۔ صرف آتا ہی نہیں بلکہ پہلے کی طرح جنم لینے والی باطل قوتوں کا قلع قمع بھی کرتا ہے۔ اس لئے ہم اس دن کو "عید میلاد النبی ﷺ" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

(۲) لفظ "عید" وَدَعَ یَدَعُ وَدْعاً معتل الفاء یعنی مثال واوی از باب فَتَحَ یَفْتَحُ فَتْحًا سے مشتق ہے جسکا معنیٰ ہے امانت رکھنا۔ تو لفظ عید کا معنیٰ ہوگا امانتوں کا دِن۔ یوم میلاد النبی ﷺ ہمارے لئے امانت کے ملنے کا دِن ہے جسکے بارے میں اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ. (القرآن ،سورہ الاحزاب ،72)

ترجمہ "بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اسکے اُٹھانے کا انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اُٹھالی"

مفسرین کرام نے یہاں "اَلْاَمَانَةَ" سے اللہ تعالیٰ کی ذات سے عشق و محبت مراد لیا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 7ص 295)

تو مصطفی ﷺ اللہ کی امانت اس وجہ سے ہوئے کیونکہ سرور کائنات ﷺ کیساتھ محبت و عشق ہی حقیقتاً رب مصطفی عزوجل و ﷺ کیساتھ محبت و عشق ہے۔

اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا'' قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ'' (القرآن ،سورۃ آلِ عمران، 31)

گویا کہ نبی کی محبت اللہ کی محبت ہے جس کو امانت کہا گیا۔ لہذا وہ ہستی جو محبت خدا کا مرکز ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت کے طور پر والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے دنیا کے اندر تشریف لائے تو اس دِن کو امانتوں کا دِن یعنی عید میلا دالنبی ﷺ نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟

(۳) اگر لفظ''عید'' وَعَدَ یَعِدُ وَعْدًا معتل الفا یعنی مثال واوی از باب ضَرَ بَ یَضْرِ بُ سے مشتق مانا جائے تو لفظ''عید'' کا معنی ہوگا وعدہ کا دن۔

میلا دالنبی ﷺ کے لئے اس مادہ سے لفظ''عید'' کو استعمال کرنے میں منظر اس قدر حسین ہے جسے جان کر ہر صاحبِ ایمان اپنے قلب میں حلاوت محسوس کرتا ہے۔ کہ جن کا میلا د ہوا ان کی عظمت ورفعت کیلئے اللہ رب العالمین نے انبیاء کرام علیہم السلام سے وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں تاج نبوت اور حکمت کے خزانے عطا کروں''ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ'' (القرآن، سورۃ ال عمران، 81)

ترجمہ:''پھر تمہارے پاس وہ رسول آجائیں جو تمہارے پاس کی تصدیق کرنے والے ہوں تو تم ضرور ان پر ایمان بھی لانا اور انکی مدد بھی کرنا''۔ جس وعدہ کو انبیاء کرام نے پورا کرنے کا اقرار بھی کیا۔ تمام انبیاء کرام کو یہ وعدہ پورا کرنے کا انتظار رہا حتیٰ کہ جس کی بشارت سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیتے ہوئے اعلان فرمایا''مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ.'' (القرآن ،سورۃ صف ،6) جس کو ہم یوں سمجھ سکتے ہیں کہ جن کے لئے انبیاء سے وعدے ہوئے بالآخر اس نبی محمد رسول اللہ ﷺ سے امت کے لئے رب نے خود وعدہ فرمایا

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (القرآن ،سورۃ ضحیٰ، 5)

وعدہ کیوں نہ کیا جاتا کہ دنیا میں آتے ہی سر انور کو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکایا زبان پر ہے رَبِّ هَبْ لِىْ اُمَّتِىْ . رَبِّ هَبْ لِىْ اُمَّتِىْ پھر کیا تھا کہ سفر ہو یا حضر۔ خلوت ہو یا جلوت زبان اطہر پر یہی الفاظ مچل رہے ہیں۔تو رب نے وعدہ فرمایا عنقریب آپکا رب آپکو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔حاضرینِ خدمت میں سے ایک غلام عرض گذار ہوتے ہیں

یارسول اللہ ﷺ آپ کب راضی ہونگے ؟غم خوار نبی ،رب کے خزانوں کے مختار نبی ﷺ نے فرمایا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا آخری امتی بھی جنت میں داخل نہ ہو جائے۔

گویا کہ غلاموں سے غلامی کا دم بھرنے پر محبت کا وعدہ فرمایا۔تو جس دن انبیاء علیہم السلام کا کیا ہوا وعدہ پورا کرنے کا رب تعالیٰ ہم امت مصطفیٰ ﷺ کو موقع عطا فرمائے وہ محبوب آکر ہمیں صرف جنت کی خوشخبری ہی نہیں بلکہ وعدہ فرمائے۔یعنی وہ یوم میلاد آئے تو ہم اسے ''عید'' (وعدہ کا دن) نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟ لہٰذا اس مادّے کے بارے لغت ہمیں صرف اجازت ہی نہیں دیتی بلکہ میلاد النبی ﷺ کیلئے لفظ ''عید'' بولنے میں تائید بھی کرتی ہے۔

لفظ ''عید'' کی صرفی تحقیق

لفظ ''عید'' کی اصل عِوْدٌ ہے قاعدہ صرفی کے مطابق واو ساکن ماقبل مکسور کو یا سے بدلا تو ''عِید'' بن گیا۔

عید کی تعریف

علامہ ابن منظور متوفی 711ھ لفظ ''عید'' کا معنی لکھتے ہیں۔

العِیدُ عِندَالعَرَب ''الوَقتُ الذِی یَعُودُ فِیهِ الفَرَحُ وَالحُزنُ''

(لسان العرب جلد6 صفحہ 507)

ترجمہ: ''وہ وقت جس میں خوشی اور غم لوٹ کر آئے اہل عرب کے نزدیک عید کہلاتا ہے''

قرآن مجید سے میلاد النبی ﷺ پر عید کا اطلاق

اللہ رب العٰلمین کی طرف سے بندے پر جب عنایات کریمانہ کی بارش ہوتی ہے تو مقام عبدیت کا اس وقت تقاضا یہی ہوتا ہے کہ بندہ اظہارِ تشکر کا راستہ تلاش کرے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اظہار تشکر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان منعمِ حقیقی کے انعام پر خوشی کا اظہار جشن اور عید کے طور پر کرے۔ ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ انعام باری تعالیٰ پر اظہار تشکر عبادت و ریاضت کی بجائے عید منا کر کیوں؟

جواباً عرض ہے کہ یہ محض ایک رائے ہی نہیں بلکہ خالق حقیقی کا حکم ہے۔

قُل بِفَضلِ اللّٰهِ وَبِرَحمَتِهِ فَبِذٰلِکَ فَلیَفرَحُوا هُوَ خَیرٌ مِّمَّا یَجمَعُونَ

(القرآن : یونس :58)

ترجمہ: ''اے محبوب آپ فرمادیں اللہ کے فضل اور رحمت سے کچھ ملے تو خوشی مناؤ یہ ان چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں کہیں بہتر ہے''۔

اس آیت کریمہ میں اظہار تشکر کے سب طریقوں اور صورتوں سے خوشی منانے اور اس موقع کو عید بنانے کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔

قُل میں کُل (اللہ عزوجل نے لفظ قل فرما کر سب کچھ فرمادیا)

قل امر کا صیغہ ہے جسکا معنی ہے کہہ دے

اسلوبِ قرآن سے واقف لوگ اس حقیقت کو جانتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں جس جگہ بھی کلمہ قل استعمال ہو وہ بیان کیا جانے والا حکم دین اسلام کی بنیادی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔

جیسے اللہ رب العزت کا فرمان قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ (القرآن : اخلاص ، 1)

قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ .

(القرآن، الانعام ،162)

علیٰ ھٰذا القیاس ، جس مقام پر کلمہ قل استعمال ہوگا وہاں رب تعالیٰ حقیقت میں مقام نبوت سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے کہ تم اپنی زندگی میں احکام دین سے باخبر بھی ہوئے تو وسیلہ نبوت ہی بنی۔ لہٰذا اگر تم معرفتِ خدا سے فیض یاب ہونا چاہتے ہو تو درِ حبیب پر جھک جاؤ۔ میرا محبوب میرے احکامات تم تک پہچانے میں جیسے وسیلہ اور واسطہ ہے ایسے ہی تمہیں بارگاہ ربوبیت میں پیش کرنے کا سہرا بھی محبوب کے سر پر ہے۔

مذکورہ آیت میں کلمہ ''قل'' ارشاد فرما کر اعلان فرمادیا اگر تم نے اللہ عزوجل کی طرف سے فضل اور رحمت کے ملنے پر خوشی منانی ہے تو میں جسکی زبان سے اعلان کروا رہا ہوں پہلے تم اسے دیکھو۔ کیا زمانے میں کوئی اللہ کا فضل اور رحمت ، ثانیِ مصطفٰے ﷺ ہونے کا دعویدار ہے؟

اس فکر کی عینک لگا کر مخلوق خدا کا نظارہ کریں تو ہمیں ہر طرف سناٹا نظر آتا ہے۔

کیونکہ اُس واحد خدا نے انہیں مخلوق میں بے مثل واحد مصطفٰی ﷺ بنایا ہے۔ لہذا تم پہلے اس بے مثل فضل اور رحمت یعنی مصطفٰی ﷺ کی ذات کے ملنے کی خوشی مناؤ بالخصوص جس دن میلادِ مصطفٰی ﷺ ہوا۔ پھر دیگر نعمتوں کے ملنے پر اظہار فرحت کرنا کیونکہ تمام نعمتیں بوسیلہ مصطفٰی ﷺ ملی ہیں۔

فضل اور رحمت سے مراد؟

مذکورہ آیت کریمہ پر غور کریں تو پتہ چل جاتا ہے اس مقام پر فضل اور رحمت سے مراد اللہ عزوجل کے محبوب ﷺ کی ذات ہے۔

دیکھیں بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِہٖ میں واؤ یعنی فضل اور رحمت کے درمیان میں واؤ عاطفہ ہے عام اصول کے مطابق ہونا یہ چاہئے تھا کہ جس طرح فضل اور رحمت کو جدا جدا ذکر کیا گیا اسی طرح ذالک اسم اشارہ بھی تثنیہ لایا جاتا تا کہ اسم اشارہ اور مُشَارٌ اِلَیْہِ میں مطابقت ہو جاتی۔

ذالک اسم اشارہ واحد ذکر کر کے قانون شکنی نہیں فرمائی بلکہ بھٹکی ہوئی عقلوں کو راہ عطا فرمائی کہ کہیں تم فضل اور رحمت کو جدا جدا نہ تلاش کرتے رہنا۔ جان لو کہ اللہ کا فضل بھی وہی ہستی ہے اور اسکی رحمت بھی وہی پیکر مصطفٰی ﷺ ہے۔

اس آیت میں اگر ذالک کو نہ بھی لایا جاتا تو کلام پھر بھی مکمل ہو جاتا۔ ''قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِہٖ فَلْیَفْرَحُوْا'' مگر نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو ذکر فرما کر قاری کو باخبر کیا کہ اس خوشی کا باعث کسی اور چیز کو نہ سمجھ لینا۔ بلکہ اس اشارہ کا مشارٌ الیہ وہی ذات

مصطفٰے ﷺ ہے جو اپنی آمد پر اللہ عزوجل کے حکم سے کلمہ قل کے ساتھ کلام فرما رہا ہے۔ عملی صورت میں دیکھا جائے تو اس اشارہ کے مشارٌ الیہ قریب ترین بھی اللہ کے نبی ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔

گویا کہ یہ ذالک زبان حال سے کہتا ہے۔ مخلوق میں خالق نے اپنے محبوب کے سوا کسی دوسری ہستی کو پیدا ہی نہیں فرمایا کہ جس پر اللہ کے فضل اور رحمت کا بیک وقت اطلاق کیا جاسکے کائنات میں اگر خدا کے بعد کوئی ہستی اس کا مظہر ہے تو وہ محبوب خدا ﷺ کی ذات ہے۔

لہٰذا اس ہستی کے ملنے پر تم خوشیاں مناؤ۔

اسی حقیقت کا انکشاف قرآن مجید کی ایک اور آیت بھی کرتی ہے۔

"وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَا تَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلاً "

(القران : النساء : 83)

ترجمہ "اور اے (مسلمانوں) اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم چند کے سوا سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے"۔

جبکہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اللہ رب العزت نے الگ الگ آپ ﷺ کے لئے فضل اور رحمت کا لفظ ذکر فرمایا۔ مثلاً سورہ جمعہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ"

(القرآن : الجمعه : 4)

ترجمہ: "یہ محض اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور اللہ بڑے

فضل والا ہے''۔

دوسرے مقام پر فرمایا:۔

''وَمَآاَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ'' (القرآن : الانبیاء: 107)

''اور ہم نے اے محبوب آپکو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے''۔

دیوبند مکتبہ فکر کے معروف عالم دین اشرف علی تھانوی متوفی 1364ھ نے بھی یہی لکھا کہ!

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اور اس کا کامل ترین فضل ہیں۔اس لئے اس آیت کریمہ سے بدلالۃ النص یہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے کہ یہاں رحمت اور فضل سے مراد حضور ﷺ ہیں جن کی ولادت پر اللہ تعالیٰ خوشی منانے کا حکم فرما رہا ہے۔

(خطبات میلاد النبی : از اشرف علی تھانوی : ص63,64ملخص)

لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کے محبوب کی ذات فضل اور رحمت ہے جس کے ملنے پر اللہ خوشی منانے کا حکم فرماتا ہے تو عملاً اس آیت کریمہ پر جب ہم عمل کریں گے تو عید کا سماں پیدا ہوگا جس کا اشرف علی تھانوی نے بھی اقرار کیا۔تو جب ہم میلاد النبی ﷺ کو عملاً عید جانتے ہیں تو لفظاً کہنے سے کیا حرج لازم آتا ہے؟ یعنی اگر ہم عید میلاد النبی ﷺ کو عید کے طور پر منا سکتے ہیں تو عید میلاد النبی ﷺ کہہ کیوں نہیں سکتے؟

حالانکہ اس آیت میں فرمایا:'' فَلْيَفْرَحُوْا '' تم خوشی مناؤ اسکی جگہ فَلْيَسْجُدُوْا ، فَلْيَعْبُدُوْا ، فَلْيُنْفِقُوْا نہیں فرمایا سجدہ کرنا،عبادت کرنا،خرچ کرنا ادائے شکر کے طریقے تو ہیں مگر ان میں اخفاء مطلوب و محبوب ہے۔جبکہ خوشی منانے کا تعلق ہی اظہار کے ساتھ

ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا بقیہ تمام نعمتوں کا شکر اگرچہ تم ''اخفا'' کے ساتھ کرلو مگر میں اپنے محبوب ﷺ کے نعمت ہونے کا شکر اظہار کے ساتھ کروانا چاہتا ہوں کیونکہ اگر میں نے محبوب دیکر اظہار کیا ہے تو تم لیکر اخفا کیوں کرتے ہو؟ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ولادت مصطفےٰ ﷺ کے وقت مکان ولادت، عرش مقام پر تاروں سے چراغاں کیا (البدایہ)۔

مشرق و مغرب اور بیت اللہ شریف کی چھت پر دست جبرائیل امین علیہ السلام سے جھنڈے نصب کرائے (خصائص کبریٰ)۔ ماؤں کو بیٹے بھی عطا کیئے علی ھذا القیاس ولادتِ مصطفےٰ ﷺ پر یہ سب اظہار مسرت و محبت ہیں۔ جن کا ہمیں بھی حکم عطا فرمایا اور اس خوشی منانے کا نام ہی عرف میں عید ہے۔

میلاد النبی ﷺ کو خوشی کا دن کہنا

تاریخ کے مختلف ادوار سے یہ بات ثابت ہے کہ ہمارے اکابرین نے یوم میلاد النبی ﷺ کو خوشی کا دن قرار دیا۔ ذیل میں چند ایک امثلہ قارئین کی نظر کرتا ہوں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ مالکی بزرگ شیخ ابو الطیب محمد بن ابراہیم المتوفی 695ھ کے حوالے سے لکھتے ہیں کان یجوز بالمکتب فی الیوم الذی ولد فیہ النبی ﷺ کہ وہ میلاد النبی ﷺ کے دن اپنے مدرسہ میں بچوں کو چھٹی کرتے''۔

ایک مرتبہ وہ بارہ ربیع الاول کو ایک مدرسہ کے پاس سے گذرے تو وہاں کے انچارج کو مخاطب کر کے فرمایا:

یافقیہ ھذا الیوم سرور اصرف الصبیان۔ (الحاوی للفتاوی، ج1، ص197)

ترجمہ: ''اے فقیہ آج خوشی کا دن ہے لہٰذا بچوں کو چھٹی دے دو''۔

امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

بعثت کے بعد حضورﷺ نے اپنا عقیقہ خود کیا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے لئے اس حدیث کی ایک اور اصل بھی ظاہر ہوئی ہے جسے امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بعثت کے بعد حضورﷺ نے اپنی طرف سے ایک عقیقہ خود کیا۔ اس کے ساتھ یہ روایت بھی ہے کہ حضورﷺ کے جدامجد حضرت عبدالمطلب نے آپﷺ کی ولادت کے ساتویں دن عقیقہ کیا۔ حالانکہ عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا اس قول میں تطبیق یوں ہوگی کہ وہ فعل (عقیقہ) جسے حضورﷺ نے خود کیا ہے یہ اللہ کی طرف سے آپ کی پیدائش اور آپ ﷺ کو سارے جہاں کے لئے رحمت اللعالمین بنا کر مبعوث کرنے پر اظہار تشکر ہے اور آپﷺ کی امت کے لئے باعث شرف ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے حضورﷺ خود اپنی ذات پر درود وسلام بھیجا کرتے تھے۔ فیستحبُ لنا ایضا الشکرُ بمولدہٖ باجتماعِ الاخوانِ، واطعامُ الطعامِ و نحوذالک من وجوہ القرُباتِ و اظھارُ المُسراتِ (حسن المقصد فی عمل المولد: ،25) لہٰذا ہمارے لئے یہ بھی مستحب ہے کہ ہم اظہار تشکر کے طور پر حضورﷺ کی ولادت پر مسلمانوں کا اجتماع عام منعقد کیا کریں۔ کھانا کھلائیں اور اس طرح کی دیگر تقریبات کا انعقاد کریں۔ اور آپﷺ کی ولادت پر خوشیوں کا اظہار کیا کریں۔

علامہ عبدالرحمٰن بن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 597ھ لکھتے ہیں۔

ہمیشہ مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، شام یمن غرض شرق سے غرب تک تمام بلاد عرب کے باشندے میلاد النبیﷺ کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں ویَفرحونَ بقدومِ ھلالِ شھرِ ربیعِ الاول و یھتمونَ اھتماماً بلیغاً علی السماعِ و القراۃ لمولدِ

النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ینالون بذالک اجرًا جزیلاً و فوزًا عظیمًا (المولدالنبوی: 58)
جب ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔ چنانچہ ذکر میلاد پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور بے پناہ اجر و کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 1052ھ لکھتے ہیں۔
ہمیشہ سے مسلمانوں کا یہ دستور ہے کہ ربیع الاول کے مہینے میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں، صدقات وخیرات "ویظھرون السُرورَ ویزیدون المبراتِ و بعتنون بقراءۃ مولودہ الکریم" (ماثبت من السنہ: 102) اور خوشی کے اظہار کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کریں۔ اس موقع پر وہ ولادت باسعادت کے واقعات بھی بیان کرتے ہیں۔

علامہ علی بن سلطان محمد القاری:

علامہ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 1014ھ امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 902ھ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔
محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرون ثلاثہ فاضلہ کے بعد صرف نیک مقاصد کے لئے شروع ہوئی اور جہاں تک اس کے انعقاد میں نیت کا تعلق ہے تو وہ اخلاص پر مبنی تھی۔ پھر ہمیشہ سے جملہ اہل اسلام تمام ممالک اور بڑے بڑے شہروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینے میں محافل میلاد منعقد کرتے چلے آرہے ہیں اور اس کے معیار اور عزت و شرف کو عمدہ ضیافتوں اور خوبصورت طعام گاہوں

(دسترخوانوں) کے ذریعے برقرار رکھا اور اب بھی ماہ میلاد کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات وخیرات کرتے ہیں۔ **ویظهرون المسرات ویزیدون فی المبرات، بل یعتنون بقرابة مولده الکریم، ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عظیم عمیم.** اور خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرتے ہیں۔ بلکہ جونہی ماہ میلاد النبی ﷺ قریب آتا ہے خصوصی اہتمام شروع کر دیتے ہیں اور نتیجتاً اس ماہ مقدس کی برکات اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے فضل کی صورت میں ان پر ظاہر ہوتی ہے۔ (المورد الروی فی مولد النبی ﷺ :13)

امام سخاوی اور عید میلاد النبی ﷺ

حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 1014ھ لکھتے ہیں۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ خیر و برکت کی کان ہیں۔ وہ اس مشہور مقام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی جائے ولادت ہے۔ یہ سوق اللیل میں واقع ہے (متوجہ اس لئے ہوتے ہیں) : **جاء بلوغ کل منهم بذالک المقصد و یزید اهتما مهم به علی یوم العید حتی قل ان یتخلف عنه احد من صالح و طالح ، و مقل و سعید سیما.** ”تاکہ ان میں سے ہر کوئی اپنے مقصد کو پالے یہ لوگ عید (میلاد) کے دن اس اہتمام میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نیک یا بد، سعید یا شقی اس اہتمام سے پیچھے رہ جائے“ خصوصاً امیر حجاز (شریف مکہ) بلا تردد (بخوشی) شرکت کرتے ہیں اور امیر حجاز (الشریف) کی آمد پر اس جگہ ایک مخصوص نشان بنایا جاتا ہے

پہلے زمانہ میں نہ تھا اور مکہ کے قاضی اور عالم ''البرھانی الشافعی'' نے بے شمار زائرین خدام اور حاضرین کو کھانا اور مٹھائیاں کھلانے کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔اور وہ (امیر حجاز) اپنے گھر میں عوام کے لئے وسیع وعریض دسترخوان بچھاتا ہے، یہ امید کرتے ہوئے کہ آزمائش اور مصیبت ٹل جائے۔اور اس کے بیٹے ''الجمالی'' نے بھی خدام اور مسافروں کے حق میں اپنے والد کی اتباع کی ہے۔ میں کہتا ہوں ۔۔۔اب ان کھانوں میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے دھوئیں کے اور نہ ہی مذکورہ بالا اشیاء میں سے پھولوں کی خوشبو کے سوا کچھ رہا۔اب تو حال شاعر کے اس شعر کے مطابق ہے۔

اما خیام فانها کخیامهم وارى نساء الحى غير نسائهم

خیمے تو ان کے خیموں کی طرح ہی ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس قبیلے کی عورتیں ان عورتوں سے بہت مختلف ہیں۔(المورد الروی فی مولد النبی ص 15)

عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 1304 میلاد النبی ﷺ کے دن خوشی منانے کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

جس زمانے میں بطرز مندوب محفل میلاد کی جائے باعث ثواب ہے اور حرمین ، بصرہ ، شام ، یمن اور دوسرے مما لک کے لوگ بھی ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشی اور محفل میلاد اور کار خیر کرتے ہیں اور قرات اور سماعت میلاد میں اہتمام کرتے ہیں اور ربیع الاول کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی ان مما لک میں اہتمام کرتے ہیں اور ربیع الاول کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی ان مما لک میں میلاد کی محفلیں ہوتی ہیں اور یہ اعتقاد نہیں رکھنا چاہیے کہ ربیع الاول میں میلاد شریف کیا جائے گا تو

ثواب ملے گا ورنہ نہیں۔(فتاوی عبد الحئی، ج 2: ص283)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ لکھتے ہیں۔

حافظ شمس الدین ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''مورد الصادی فی مولد الهادی''میں لکھا ہے کہ وقد صحَّ ان ابا لهبٍ يخفف عنه عذابُ النار فی مثل يومِ الا ثنين لا عتاقه ثويبةَ سروراً بميلادِ النبيِ ﷺ(حسن المقصد فی عمل المولد: 66) یہ بات ثابت ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے ہر پیر شریف کو ابولہب کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔

امام محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 1124ھ میلا د النبی ﷺ کے دن خوشی منانے کے حوالے سے متقدمین کے احوال ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

يهتمون (بشهر مولده عليه الصلوة والسلام و يعملون الو لا ئم و يتصدقون فی لياليه بانوا ع الصدقات و يظهرون السرور)به(و يد يد و ن فی المبرات و يعتنو ن بقر اة)قصة (مولده الكريم و يظهر عليهم من بر كا ته كل فضل عميم)(شرح المواهب للزر قانی، ج1: ص139)

لوگ (آج بھی) ماہ میلا د النبی ﷺ میں اجتماعات کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور اس کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات و خیرات دیتے ہیں اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ نیکیاں کثرت سے کرتے ہیں اور مولود شریف کے واقعات پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں جس کے نتیجے میں اس کی خصوصی برکات اور بے پناہ فضل و کرم ان پر ظاہر ہوتا ہے۔

میلاد مصطفےٰ ﷺ پر خوشی منانے کا فائدہ:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام شمس الدین الجزری متوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے یوں رقمطراز ہیں۔

شمس الدین الجزری کی کتاب ''عرف التعریف بالمولد الشریف'' میں یہ عبارت دیکھی۔ ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا اس سے پوچھا گیا اب تیرا کیا حال ہے؟ **فی النار انہ یخفف عنی کل لیلۃ اثنین ، وامص من بین اصبعی ماء بقدر ھذاو اشار برأس اصبعہ . وان ذلک بعتاقی لثویبۃ عند ما بشرتنی بولا دۃ النبی ﷺ و بار ضاعھالہ.** کہنے لگا آگ میں جل رہا ہوں۔ تاہم ہر پیر کے دن میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ (ہر پیر کو) میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلتا ہے جسے میں پی لیتا ہوں اور یہ تخفیف عذاب میرے لئے اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے سیدنا محمد ﷺ کی ولادت کی خوش خبری دی اور اس نے آپ کو دودھ بھی پلایا تھا۔ **فاذا کان ابولھبٍ الکافر الذی نزل القرانُ بذمہ جوزی فی النار بفرحۃٍ لیلۃٍ مولد النبی ﷺ بہ فما حالُ المسلم الموحد من امۃ النبی ﷺ یسر بمولدہٖ، و یبذل ماتصل الیہ قدر ۃ فی محبتہ ﷺ لعمری انما یکون جزا وہ من اللہ الکریم، ان یدخلہ بفضلہ جناتِ النعیم**

(حسن المقصد فی عمل المولد: 25)

''جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں مذمت

نازل ہوئی کہ باوجود اس کے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں پیر کی رات اس کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے تو پھر اس موحد (توحید پرست) امتی کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کے میلاد پر خوشی ومسرت کا اظہار کرے اور حسب استعداد آپ ﷺ کی محبت کی وجہ سے خرچ کرے۔ مجھے اپنی عمر کی قسم بے شک اس کی جزا رب کریم ضرور دے گا اور اپنے فضل وکرم سے اسے جنت کی نعمتوں میں داخل کرے گا۔"

چار قوموں کی چار عیدیں!

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 1137ھ لکھتے ہیں۔

چار عیدیں چار قوموں کو نصیب ہوئیں (۱) ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی عید" کہ جب وہ عید کے لئے چلے گئے تو ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بت توڑ ڈالے۔ (۲) الزینۃ قوم موسیٰ علیہ السلام کی عید ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورہ طٰہٰ میں فرمایا: قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ (۳) قوم عیسیٰ علیہ السلام کی عید کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ (القرآن، المائدہ114)

(۴) حضور علیہ السلام کی اُمت کی تین عیدیں ہیں۔

(۱) ہر ہفتہ میں ایک عید یعنی یوم الجمعۃ (۲) عید الفطر (۳) عید الاضحیٰ۔

ہفتہ وار عید یعنی یوم الجمعۃ میں نماز وعبادات ادا کی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ دن اور رات میں اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں اور دُنیا کا چکر بھی ہفتہ پر گھومتا ہے جب لوگ اپنے چکر کو پورا کر لیتے ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک عید کا دن مقرر فرمایا جسے "یوم الجمعہ" کہتے ہیں۔ اس میں ہفتہ بھر کی عبادات کی تکمیل ہوتی ہے۔ اور

روز جمعہ ہی تمام مخلوق کی تکمیل ہوئی ۔ پھر آدم علیہ السلام کی پیدائش جمعہ کے دن ہوئی اس روز ہی انہیں بہشت میں داخل فرمایا گیا اور روز (جمعہ) ہی وہ بہشت سے زمین پر تشریف لائے اور اسی روز (جمعہ) ہی دنیا کی انتہا ہوگی یعنی قیامت قائم ہوگی۔

اسی لئے اس دن کو سماع (ذکر قرآن) وعظ ونماز کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔اسی لئے یہ عید کا دن مقرر ہوا۔ (روح البیان ، ج 4ص 556،تحت مائدہ :114)

اسلام میں عیدین کا پس منظر!

حضور سرور عالم علیہ السلام مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مدینہ والوں کے دو بہت بڑے عید کے دن ہیں ۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دو بہت بڑے دن عطا فرمائے ہیں جن کا مقابلہ کوئی اور دن نہیں کرسکتا (۱) یوم الفطر (۲) یوم الاضحیٰ ، انہی ایام کو حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے لے کر آج تک بطور عید منانے کا اجماع ہے اس سے نہ کسی نے انکار کیا اور نہ انکار کی گنجائش ہوسکتی ہے۔یہی عید کے دن آخرت کی حاضری کی یاددہانی کراتے ہیں۔

۱۔(عید الفطر) یعنی افطار کی خوشی کا دن جو کہ رمضان کی تکمیل کے بعد منائی جاتی ہے۔اور روزہ اسلام کے ارکان میں سے تیسرا رکن ہے اور جب اہل اسلام اپنے روزوں کو مکمل کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے حقدار بنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم میں ہے کہ انہیں دوزخ سے آزاد کردے۔اور روزے کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے سابقہ گناہ دھل جائیں اور جہنم سے آزادی نصیب ہوجائے۔تکمیل رمضان کے شکرانے کے طور پر ہم خوشی کا اظہار کرتے ہیں جسے ہم عید کہتے ہیں۔

۲۔(عید الاضحیٰ) اسے بڑی عید بھی کہا جاتا ہے اور یہ حج کی تکمیل کے بعد نصیب ہوتی ہے اور حج ارکان اسلام میں سے چوتھا رکن ہے۔ جب اہل اسلام حج کی تکمیل کر لیتے ہیں تو انہیں مغفرت کا پیام نصیب ہوتا ہے۔ اور حج کی تکمیل نویں ذوالحجہ کو ہوتی ہے اور نویں ذوالحجہ کے دن عرفات میں ٹھہرنا ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ اور حج کا یہی بڑا رکن ہے۔

(حوالہ سابقہ روح البیان)

جس کے بعد ادائے شکر، اور اظہار خوشی کے لئے ہم عید الاضحیٰ کو مناتے ہیں۔ جس دن ہفتہ مکمل ہو وہ دن عید، جس دن رمضان مکمل ہو وہ دن امت کیلئے عید، جس دن حج مکمل ہو وہ دن امت کیلئے عید، جس دن سرکار ﷺ تشریف لائے وہ دن سلسلہ نبوت و رسالت کی تکمیل کائنات کیلئے رشد و ہدایت کی تکمیل تو وہ دن عید کیوں نہیں؟

جنت میں عوام اہلسنت کی عید

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 1137ھ لکھتے ہیں۔

بعض اہل دل فرماتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان کا ہر وہ دن جو یوم عید تھا۔ آخرت میں بھی وہی دن اہل اسلام کے لئے عید کا دن مقرر کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اُسی دن اہل اسلام اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے جمع ہوں گے۔ اور اس دن اللہ تعالیٰ تمام کو اپنے جلوہ خاص سے نوازے گا۔ بہشت میں جمعہ کو ''یوم المزید'' کہا جائے گا۔

اور پھر وہ اہل جمعہ یوم الفطر و الاضحیٰ بھی اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے حاضر ہوں گے۔ یہ عوام کی عیدوں کے ایام ہوں گے۔ اور خواص کا تو ہر دن ہی عید کا دن ہوگا۔ وہ ہر صبح اور شام اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔

اس لئے کہ ایام دنیا کا ہر دن ان کے لئے یوم عید تھا تو آخرت میں بھی ان کا ہر دن یوم عید ہوگا اور اخص الخواص کا تو ہر لمحہ عید ہوگا۔ (حوالہ سابقہ روح البیان)

پتہ چلا قوموں کے عید کے دن جنت میں بھی عید کے دن ہونگے۔ اسلام میں تیسری عید کی گنجائش نہ رکھنے والوں کو سوچنا چاہیے کہ جنت میں یوم الجمعہ ''یوم المزید'' یعنی مسلمانوں کے لئے اضافی عید ہوگا۔ تو جس دن آدم علیہ السلام کی پیدائش اور وفات ہو وہ دن جنت میں اضافی عید کے طور پر جنتی منا سکتے ہیں تو جس دن سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لال رحمت عالم ﷺ کی آمد ہو ہم عید کیوں نہ منائیں؟ الحمد اللہ ہم عوام اہلسنت جہاں دُنیا بھر میں اس دن کو عید کے طور پر مناتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں 12 ربیع الاول کو عیدوں کی عید کے طور پر منانے کا موقع عطا فرمائے گا۔ جو کہ عوام اہلسنت کی عید ہوگی۔

نعمت ملنے کا دن عید ہے۔

ادائے شکر کے طور پر نعمت ملنے کے دن کو عید کہنا اور عید منانا قرآن مجید سے ثابت ہے جو کہ پہلی امتوں کا طریقہ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب بارگاہ خداوندی میں اپنی امت کے لئے مائدہ (دسترخوان) کی نعمت مانگی تو یوں عرض گذار ہوئے۔

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (القرآن: المائدہ: 114)

ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار ہم پر دسترخوان نازل فرما کہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے وہ عید (خوشی کا دن) ہو اور یہ تیری طرف سے نشانی ہو اور تو ہمیں

رزق دے اور تو بہتر رزق دینے والا ہے"۔

گویا کہ اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کی زبان مبارک سے زمانے کو یہ تصور عطا فرمایا کہ جس دن نزول رحمت ہو اللہ کا کوئی فضل اور نعمت ملے اس دن کو بطور عید منانا یہ ادائے شکر کی ایک مستحسن صورت ہے۔

فائدہ:

اس آیت کریمہ میں سیدنا عیسٰی علیہ السلام عرض کرتے ہیں اَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا ۔ اس میں "نا" ضمیر جمع اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ خوشیاں ہمارے ساتھ وہی منائے گا جو نعمت کے ملنے پر شکر کرنے کا خواہاں ہوگا۔ لہذا پرکھنے کے لئے قرآن مجید نے ہمیں کسوٹی دی ہے کہ جو خوشی نہیں مناتا، یا تو نعمت کو نہیں مانتا، یا نعمت ملنے پر اظہار تشکر کی بجائے بخل سے کام لیتا ہے۔

اب ایک طرف قوم عیسٰی علیہ السلام اور ایک طرف امت مصطفٰی کریم ﷺ انکو (قوم عیسی) ہفتہ کے دن مائدہ ملے تو وہ اس دن عید منائیں دوسری طرف اگر امت مصطفٰی، سرکار ﷺ کے ملنے پر اظہار تشکر کے لئے سال بعد میلاد النبی ﷺ کو بطور عید منائے تو ہم پر فتوے صادر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ آخر کیوں؟

بلکہ منانا تو دور کی بات ہے ہمیں اس دن کو عید کہنے بھی نہیں دیا جاتا۔ پتہ چلا کہ وہ خاص گروہ خود تو محروم ہے ہی ہمیں بھی منع کر کے اَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا کی برکت سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ یاد رکھیں یہ لوگ خود تو قبروں میں جا سکتے ہیں مگر ہمارا اظہار محبت نہیں چھپا سکتے۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

لہذا جب ربیع الاول کا مبارک مہینہ آئے تو مسلمانوں کے دل خوشی سے جھوم جانے چاہییں اور ہمیں اردگرد کا ماحول بھی دیکھنا چاہیئے جو سارا سال ہمیں کہتے ہیں ہم بھی آپ جیسے ہیں۔یعنی اہلسنت ہیں۔

اب دیکھنے اور پرکھنے کا بہترین موقع ہے کہ آیا وہ ہمارے جیسے ہیں یا کہ فصلی بٹیرے ہیں۔

صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی متوفی 1367ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔ہم اس (مائدہ) کے نزول کے دن کو عید بنائیں، اسکی تعظیم کریں، خوشیاں منائیں، تیری عبادت کریں، شکر بجالائیں۔اس سے معلوم ہوا کہ جس دن اللہ کی خاص رحمت نازل ہو، اس دن کو عید بنانا اور خوشیاں منانا، عبادتیں کرنا، شکر الٰہی بجالانا طریقہ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سید عالم ﷺ کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے۔اسلئے حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الٰہی بجالانا اور اظہار فرحت و سرور کرنا مستحسن ومحمود اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔

(خزائن العرفان ص 203)

عید کی حقیقت کے منکرین کا حشر!

امام ابومحمد عبداللہ بن محمد المعروف بابی الشیخ الاصبھانی متوفی 396ھ نے روایت کیا سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر اللہ تعالیٰ نے جب مائدہ نازل فرمایا تو آپکی قوم

کے دو گروہ بن گئے۔ (۱) ایک گروہ وہ تھا جس نے مائدہ کو بغیر شک وشبہ کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول کیا (۲) جبکہ دوسرا گروہ جو کہ امیروں کا تھا وہ اس میں شک کرنے لگ گئے۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا کہ مائدہ (دسترخوان) میں شک نہ کرو کہ یہ (مائدہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا نہیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ میں نے مائدہ اسی شرط پر نازل کیا تھا کہ جو اسکے ساتھ کفر کرے گا میں اُسے عبرت ناک عذاب دوں گا۔ تو عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (القرآن : مائدہ : آیت نمبر ۱۱۸) ترجمہ: ''اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انکو بخش دے تو تُو بہت غالب اور حکمت والا ہے''۔ تو جو گروہ شک میں پڑا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں اس طرح گرفتار ہوئے کہ شام کے وقت اپنے بستروں پر صحیح سالم سوئے لیکن صبح جب اُٹھے تو انکے چہرے مسخ ہو چکے تھے کہ وہ خنزیر کی شکل میں بن گئے۔ تین دن تک وہ لوگ جو کہ خنزیر بن چکے تھے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے معافی مانگتے رہے۔ چوتھے دن عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے مر گئے۔ زمین پر انکا مردہ جسم دکھائی نہیں دیا اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ انکے مردہ اجسام کہاں گئے۔

(کتاب العظمه 367 ملنحصاً)

عید مائدہ کی حقیقت یہی تھی کہ اللہ رب العزت کی ذات پر توکل کریں مگر انہوں نے ناشکری کی جسکا انجام زمانے میں ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہ ملا!

مقام فکر ہے کہ بنی اسرائیل کے چند قماش اگر عید مائدہ کی ناشکری کریں انکا انجام ایسا عبرت نشان ہو۔ تو جو امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی عید پر ناشکری ہی نہیں بلکہ

بدعت وضلالت کے فتوے بھی صادر کریں انکا حشر کیا ہوگا۔ (الامان والحفیظ) بنی اسرائیل میں جو عید مائدہ کے معترف رہے۔ وہ آج بھی باقی ہیں جو منکر ہوئے انکی ہڈیاں ہی نہیں بلکہ تاریخ بھی بوسیدہ ہوچکی ہے۔ لہذا ہمیں عید میلاد النبی ﷺ کے انکار سے پہلے انجام کی فکر کر لینی چاہیے۔

آزادی کا دن ''یوم العید''

وطنِ عزیز پاکستان میں 14 اگست کو ہم آزادی کی خوشی مناتے ہیں جسمیں ہمارے انداز وافکار قابل دید ہوتے ہیں بلکہ اکثر تو اسی خوشی کے اظہار میں لاقانونیت کی وادی میں کود جاتے ہیں جسکی قطعاً اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی دائرے میں رہ کر خوشی کا اظہار کرنا ہی ''عید الوطنی'' کہلاتا ہے۔

ہم اسکو یومِ آزادی کہتے ہیں جبکہ اھل عرب اسے ''عید الوطنی'' سے موسوم کرتے ہیں جو کہ سعودی عرب میں بھی مشہور ہے۔

یہ صرف ہمارا ہی عمل نہیں بلکہ بنی اسرائیل کو اللہ رب العٰلمین نے اسکا حکم فرمایا جس پر قرآن مجید بھی گواہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَاَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ'' (القرآن : البقرہ : 47)

ترجمہ: ''اے اولاد یعقوب!

میری ان نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کیں اور میں نے تمہیں جہانوں پر

فضیلت دی''۔

وہ نعمتیں کونسی ہیں جن کی طرف اشارہ فرما کر اللہ وحدہ لاشریک اس قوم کو خوشی پر ابھارتا ہے۔ اس نعمت کے بارے میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِذۡ نَجَّیۡنٰکُمۡ مِنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَیَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ (القرآن: البقرہ: 49)

ترجمہ: ''اور یاد کرو (تمہاری تاریخ کا قومی واقعہ) جب ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی جو تمہیں سخت عذاب دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے''۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں بنی اسرائیل کو قومی آزادی کے دن شکر خدا بجالانے کا حکم عطا فرمایا۔ کیونکہ قومی آزادی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے اور حکم صرف سجدہ شکر کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اس قوم کو اس خوشی میں عید منانے کا حکم دیا۔

بائبل کی کتاب التورات میں یہ حکم ہے

''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جس دن میں نے تمہیں فرعون مصر کی غلامی سے آزادی دلائی تھی اس دن کو بطورِ ''عید'' مناتے رہنا اور سال بھر میں تین عیدیں منانا''۔

(الخروج: باب: 34)

اب یہاں بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے آزادی کے دن عید منانے کا حکم عطا فرمایا تاکہ زمانے والوں کے سامنے تشکر کا اظہار بھی ہو سکے اور ان کا شمار شاکرین میں بھی ہو جائے۔

جس دن بنی اسرائیل کو فرعون سے آزادی ملے رب تعالیٰ اس دن کو اس قوم کیلئے

عید کا دن بنادے اور عید کے طور پر خوشی منانے کا حکم عطا فرمائے۔

سبحان اللہ! تو پھر جانِ رحمت کی ولادت کے تو کیا کہنے؟

ایک قوم ہی نہیں ساری انسانیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آزاد ہوگئی جن کی ولادت پر انسان تو انسان حیوانات بھی اپنے اندر آزادی کی لہر محسوس کریں۔ اس کو ''عید'' کہنے سے برھم ہونے کا کیا مطلب؟ حالانکہ بنی اسرائیل کی آزادی ''عید'' کے دن کو اسلام میں ادب واحترام اور مذہبی خوشی کے طور پر منایا جاتا ہے یہ وہی دن ہے جسکو ہم ''یوم عاشور'' کہتے ہیں۔

عاشورہ کی وجہ!

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہودیوں کو دسویں محرم کے دِن روزہ رکھتے دیکھ کر فرمایا ''ما ھذا الیوم الذی تصومونہ'' (اس دِن تمہارے روزہ رکھنے کا موجب کیا ہے) تو انہوں نے کہا کہ وہ بڑا دِن ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو دریا سے نجات ملی فرعون اور اسکی قوم غرق ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ادائیگی شکر پر روزہ رکھا ہم بھی ان کی اقتداء کرتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْکُمْ وَ اَمَرَ بِصِیَامِہٖ

(صحیح البخاری، کتاب الصوم ،باب صوم عاشورہ ص 321، رقم الحدیث 2004)

ترجمہ: ''ہم موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ لائق وحقدار ہیں بہ نسبت تمہارے، اس کے بعد آپ ﷺ نے اس روز روزہ رکھنے کا حکم دیا''۔

مُبارک دن

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1137ھ نے حکایت بیان فرمائی۔

کفار کا ایک قیدی عاشورہ کے دِن بھاگ نکلا تو اسکے گرفتار کرنے کے لئے شہسوار روانہ ہوئے جب اس نے سواروں کو پیچھے آتے دیکھا تو اسے یقین ہوگیا کہ اب میں گرفتار ہونے والا ہوں تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا اللھم بحق ھذا الیوم المبارک اسالک ان تنجینی منھم

''اے اللہ مجھے اس مبارک دِن کے صدقے ان سے نجات دے''۔ اسکی دُعا ایسی مستجاب ہوئی کہ وہ تمام سوار فوراً ہی اندھے ہوگئے اور قیدی نجات پاکر آگے نکل گیا اور اس نے اُس روز روزہ رکھا خواب میں اسے کھلایا پلایا گیا اس کے بعد وہ بیس سال زندہ رہا لیکن اسے طعام و پانی کی حاجت نہ رہی وہ خواب والا طعام و شراب اسے کافی ہوگیا۔

(روح البیان: ج1، ص173، تحت البقرہ، آیت 50)

فضیلت کی جستجو:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: التمسوا فضلہ فانہ مبارک اختارہ اللہ من الایام من صیام ذالک الیوم جعل اللہ لہ نصیبامن عبادۃ جمیع من عبدہ من الملائکۃ والانبیاء والمرسلین والشھداء والصالحین.

ترجمہ: ''اس دن کی فضیلت حاصل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ یہ وہ مبارک دن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے باقی ایام پر فضیلت بخشی ہے (سوائے رمضان شریف کے) جس نے اس دِن روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو وہ حصہ عطا فرمائے گا۔ جو ملائکہ اور انبیاء علیھم

السلام اور صدیقین و صالحین کو عطا فرمایا“
(حوالہ سابقہ روح البیان)

یعنی وہ عبادت مقبول ہوگی یہ فضائل روزے کے متعلق تھے نماز کے متعلق بھی فضائل وارد ہیں۔اس لئے اگر یوم عاشورہ کو مذہبی عقیدت و احترام سے منانے کا اسلام نے اہتمام فرمایا ہے تو میلاد النبی ﷺ کے دن کو عید کہنا کیوں کر ممنوع اور خلافِ اسلام ہو سکتا ہے۔

میلاد مصطفی ﷺ اور فکری آزادی:

ظہور اسلام سے قبل اگر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ انسان حقیقی غلامی کی زندگی تو گزار ہی رہا تھا ساتھ ساتھ آزاد لوگ بھی فکری غلامی کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔اس سے بڑھ کر اور کیا فکری غلامی ہو سکتی ہے۔کہ انسان اپنے ہاتھوں سے پتھر کے صنم تراش کر یا چند سِکّوں کے عوض بازار سے بت خرید کر اسی کے سامنے جھکا ہوا نظر آتا ہے۔

مگر اسلام نے آتے ہی انسانوں کو بت خانے سے اٹھا کر ایک رب کی بارگاہ میں جھکا کر فکری آزادی کا نعرہ بلند کیا جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ انسان نہ تو فکری طور پر خود ساختہ بتوں کا غلام نہیں۔

سرکار ﷺ کی تشریف آوری سے جاگیردارانہ نظام کا قلع قمع ہوا جو فکری غلامی میں کلیدی رول ادا کر رہا تھا۔مگر میلاد مصطفی ﷺ سے ہر انسان کو انسانیت (قوانین اسلام) کے دائرے میں فکری آزادی میسر آئی۔

آزادی فکر اور اسلام:

محترم قارئین!

قطعاً اس فکری آزادی سے وہ نعرہ مراد نہیں جو اسلامی حدود سے ٹکراتا ہوا

احکامات اسلام کو پامال کرتا ہو۔ بلکہ فکری آزادی سے مراد ہے جو ابن آدم کو ہزار سجدوں سے نجات دلوا کر ایک سجدہ کے ذریعے اپنے رب سے ملا دیتی ہے۔ بقول اقبال

ہر سینہ نشیمن نہیں جبریل امین کا
ہر فکر نہیں طائر فردوس کی صیاد
فکر خدا داد سے روشن ہے زمانہ
آزادیء افکار ہے ابلیس کی ایجاد

الغرض جس دن انسانیت کو عروج ملا اسلامی حدود کے اندر فکری آزادی میسر آئی اس دن کو عید'' منا کر ہم اس رب کا کیوں شکرادا نہ کریں۔ جس نے اپنا محبوب عطا کر کے ہماری غلامی کی فکری زنجیروں کو توڑا ہی نہیں بلکہ محبوب کی زلفوں سے جوڑا بھی ہے۔

لہذا ہمارا حق ہے کہ 12 ربیع النور شریف کے دن ''عید میلا دالنبی ﷺ'' کو محبت و عقیدت سے اسلامی حدود کے اندر رہ کر منائیں۔

میلا د مصطفےٰ ﷺ اور حقیقی آزادی

حقیقی آزادی کے دو پہلو ہیں۔

(ا) غلامی کی زندگی کو ختم کرنا۔

ظہور اسلام سے قبل لوگوں کے پاس غلاموں کی تعداد آج بھیڑ بکریوں کے

ریوڑوں کی طرح تھی ، اوران کی زندگی محض قید و بند کی صعوبتوں کا نام تھا ، دن رات مشقت ہی انکی مصروفیت تھی ۔ مگر اسلام نے سب سے پہلے غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کا درس دیا اوران کے لئے اخلاقی تعلیمات عام کرنیکا حکم ارشاد فرمایا اور صاحبان ثروت کو معاونت اور صلہ رحمی کا حکم دیا زکوۃ کے باب میں صاحبِ نصاب لوگوں کو زکوۃ کے مصارف بیان کرتے ہوئے فرمایا وَفِی الرِّقَابِ (القرآن: توبہ: 60) یعنی تمہارے اس مال میں جہاں دوسرے لوگ حق دار ہیں وہاں یہ بے بس غلامی کی زندگی گذارنے والے لوگ بھی ہیں ۔ صرف یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خیرات کرنے والوں کو جہاں رشتہ داروں یتیموں ، مسکینوں ، راہ گیروں ، اورسائلوں کو اپنے عطیات سے نوازنے کی طرف اسلام نے ترغیب دلائی وہاں یہ بھی فرمایا وَفِی الرِّقَابِ (القرآن : البقرہ: 177) غلاموں کو بھی مال دو تا کہ وہ یہ (مال) اپنے آقاؤں کو دیکر آزادی حاصل کرلیں ۔ اور اگر کسی سزا کا مستحق اسلام کے کٹہرے میں آجاتا ہے ۔ تو اسلام اس کے جرم کے کفاروں میں مختلف آپشن رکھتا ہے جس میں ایک یہ بھی ہے کہ تو اتنی تعداد میں غلام آزاد کردے تا کہ اس جرم سے تیرا دامن بھی صاف ہو جائے اور غلامی کی زندگی گزارنے والوں کو آزاد دنیا میں سانس لینا بھی نصیب ہو جائے ۔ جیسے کہ قسم کے کفارے میں فرمایا دس مسکینوں کو اپنے اہل جیسا کھانا یا ان کو کپڑے پہناؤ ۔ تیسرے نمبر پر فرمایا ''اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ'' (القرآن : المائدہ : 89) بیوی سے ظہار کر لینے کی صورت میں کفارہ بیان کرتے ہوئے فرمایا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا (القرآن : المجادلۃ: 3) ''ایک دوسرے کومس کرنے سے پہلے ایک غلام آزاد کرو'' ۔ جس آدمی نے بھول کر مسلمان کو قتل کردیا اسکے بارے میں فرمایا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٍ وَّدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ اِلٰٓی اَھْلِہٖ (القرآن : النساء: 92) '' مسلمان غلام آزاد کرو اور مقتول کے اہل کو

خون بہادو''۔

اسلام نے غلامی کی زندگی کو آزادی میں بدلنے کے لئے تدابیر فراہم کی ہیں۔

تو غور کریں اگر بنی اسرائیل کو قوم فرعون سے آزادی ملے تو عید منانا انکا حق ہے تو جس دن ذلت کی زندگی گذارنے والے لوگوں کو عزتوں کے تاج دینے والے نبی ﷺ تشریف لائیں اس دن کو بطور ''عید'' کیوں نہ منایا جائے۔

نجات آخرت:

حقیقی آزادی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ سرکار ﷺ نے پیدا ہوتے ہی جبین نیاز کو بارگاہ ربوبیت میں جھکا کر صدا کی'' رب ھب لی امتی ''اسی پر بس نہیں پھر کیا کہ سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت بارگاہ صمدیت میں جب بھی ہاتھ اٹھتے ہیں لبوں پر یہی الفاظ مچلتے ہوئے نظر آتے ہیں رب ھب لی امتی، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ وحدہ لاشریک نے فرمایا وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (القرآن : الضحیٰ: 5)''اے پیارے حبیب عنقریب آپکا رب آپکو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے''۔ اصحاب حضور رضوان اللہ علیہم اجمعین سوال کرتے ہیں آپ کب راضی ہوں گے فرمایا اُس وقت تک نہیں راضی ہونگا جب تک میرا آخری امتی جنت میں داخل نہیں ہو جائے گا۔

(تفسیر کبیر ج11ص194. الکشف و البیان : ج10ص225)

تو جس دن امت مصطفےٰ ﷺ کی حقیقی آزادی (دوزخ سے چھٹکارہ) کا علم لہرایا تھا مسلمانوں میں جب وہ دن پلٹ کر آئے تو ''عید'' کا سماں نہ ہو تو اور کیا ہو؟ ہاں خوشی نہ منانے کا انکو حق ہے جو اس حقیقی آزادی سے فیض یاب نہ ہوئے ہوں۔

ظہور غمامہ اور عید۔

بنی اسرائیل کا اصلی وطن شام تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں یہ لوگ مصر چلے آئے جسکی وجہ سے عمالقہ نے شام پر قبضہ کرلیا۔ بنی اسرائیل جب دوبارہ اپنے وطن اصلی شام کی طرف پلٹے تو انہیں حکم ہوا کہ عمالقہ سے جہاد کر کے اپنا وطن آزاد کرائیں جس میں تم لوگ عزت اور آزادی کی زندگی گزار سکو۔

مگر اس قوم نے جہاد کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ کہنے لگے فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (القرآن : المائدہ: 24) ترجمہ: ''اے موسیٰ تم اور تمہارا رب ہی لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں''۔ جس کی سزا ان کو یہ ملی کہ تیہ کے ریگستان میں 40 سال تک خاک چھاننا پڑی۔ مگر اللہ کی رحمت پھر بھی ان سے دور نہ ہوئی بلکہ انکو پینے کے لئے پانی کے چشمے اور کھانے کے لئے مَن وسلویٰ اسی ریگستان میں مہیا کر دیا۔

المختصر:

بنی اسرائیل کو اس بے آب ودانہ ریگستان میں جہاں متعدد انعامات سے نوازا گیا ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ انکو دھوپ سے بچانے کیلئے بادلوں کا سائبان عطا فرمایا۔ جس کا ذکر اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ان الفاظ سے فرمایا۔ ''وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ'' (القرآن : البقرہ: 57) ''اور ہم نے سایہ کر دیا تم پر بادل کا''۔

قرآن مجید میں تو اس کا ذکر اجمالاً ہے مگر بائبل کا یہی مقام پڑھیں تو رب تعالیٰ نے بادل سایہ فگن کرنے کے دن اس قوم کو ''عید'' منانے کا حکم دیا۔

کہ ''جس دن تمہارے خداوند نے تمہارے اوپر بادلوں کا سائبان بنایا اس دن

کو سات دن تک بطور عید مناتے رہنا اور یہی قانون تمہارے لئے نسل در نسل رہیگا‘‘۔(الخروج: باب 34)

بنی اسرائیل کو حکم اسی لئے ملا تا کہ جب یہ سائبان سات دن تک تان رکھیں گے تو آنے والی نسلوں میں یہ عقیدہ راسخ ہو جائے گا کہ نعمت خدا کو پا کر بھلا نہیں دیا جاتا بلکہ اس دن اظہار تشکر و مسرت کر کے ہمیشہ زندہ رکھا جاتا ہے۔

محترم قارئین کرام!

جس دن بنی اسرائیل کو دھوپ کی شدت سے بچنے کیلیے بادلوں کا سائبان ملے اس دن کو عید کے طور پر منانا جائز اور حکم باری تعالیٰ ہے۔’’ اُذْکُرُوا ‘‘تم یاد کرو۔تو جس دن ہم گنہگاروں کے شفیع کریم آقا ﷺ نے پیدا ہوتے ہی سرِ انور کو بارگاہ ربوبیت میں جھکا کر ،رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ کی صدا لگا کر ہمیں اپنے دامن رحمت میں لیا اس دن کو اظہار تشکر و مسرت کے لئے ’’عید‘‘ منانا جائز کیوں نہیں ہوسکتا؟

یوم العرفہ عید کا دن ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 256ھ نقل فرماتے ہیں۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہاری کتاب میں ایک ایسی آیت ہے کہ اگر وہ ہم پر نازل ہوتی تو اس دن کو ہم عید قرار دیتے۔آپ نے فرمایا وہ کونسی آیت ہے وہ کہنے لگا: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ آپ نے فرمایا:

قَدْ عَرَفْنَا ذَالِکَ الْیَوْمَ وَالْمَکَانَ الَّذِیْ نَزَلَتْ فِیْهِ عَلَی النَّبِیِّ وَ

هُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ الْجُمُعَه

(بخاری۔ کتاب الایمان ،باب زیادۃ الایمان ،ج1،ص11، رقم الحدیث 45)

''ہم بھی اس دن اوراس جگہ سے آگاہ ہیں جہاں یہ آیت ہمارے آقا پر نازل ہوئی۔اس وقت آپ کھڑے تھے عرفات کا مقام تھااور جمعہ کا دن تھا''۔

اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی 855ھ تحریر فرماتے ہیں۔

معناه انا ماتركنا تعظيم ذات اليوم والمكان اما المكان فهو عرفات و هو معظم الحجاج هوا حد اركان الاسلام ء اما الزمان فَهُوَيوم الجمعه و يوم عرفة و هو يوم اجتمع فيه فضلان و شرفان و معلوم تعظيماً لكل واحد منها فاذاجتمعا زاد التعظيم فقد اتخذنا ذالك اليوم عيداً (عمدۃ القاری ج1،ص264) کہ ہم بھی اس جگہ اوردن کی تعظیم کرتے ہیں کیونکہ وہ جگہ عرفات ہے۔ وہاں حج کا سب سے بڑا رکن ادا ہوتا ہے اور وہ یوم جمعہ اور عرفہ کا دن تھا، اس میں دوعظمتیں جمع ہوگئیں اوران میں سے ہرایک کی تعظیم مسلمان کا فریضہ ہےاور جب دونوں کا اجتماع ہوگیا تو تعظیم میں اوراضافہ ہوگیا۔تو ہم نے یقیناً اس دن کوعید بنایا ہوا ہے۔

تکمیل دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یوم العید:

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 279ھ نے روایت کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

آیت تلاوت کی ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِینَکُمْ'' تو پاس بیٹھے ہوئے ایک یہودی نے کہا:

لَوْاُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ عَلَیْنَا لَاتَّخَذْنَا یَوْمَھَا عِیْداً ۔ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نازل ہونے والے دن کو عید بنا لیتے۔

آپ ﷺ نے اس کی گفتگو سن کر فرمایا تم تو ایک عید مناتے،

فَاِنَّھَا نَزَلَتْ فِیْ یَوْمِ عِیْدَیْنِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَیَوْمِ الْعَرَفَۃِ۔

(الترمذی، کتاب تفسیر، باب، سورۃ المائدہ ج1، ص809، رقم الحدیث 3044)

ہمارے یہاں یہ آیت نازل ہوئی تو اس دن ہماری دو عیدوں کا اجتماع تھا ایک جمعہ کا دن اور دوسرا عرفہ کا دن۔

سوال: ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ تکمیل دین کی آیت کے نزول کے دن کو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تو عید نہیں بنایا یہ دِن تو پہلے ہی سے عید کے طور پر منایا جا رہا تھا۔

جواب: اس سوال کا جواب مذکورہ عبارت سے ہی مل جاتا ہے کہ وہ دن تو ہمارے لئے پہلے ہی دو عیدوں کا حامل تھا ہمیں عید بنانے کی حاجت ہی نہیں پیش آئی ہمارے رَب تعالیٰ نے ہمارے لئے خوشی کا اہتمام فرما دیا تھا۔

محترم قارئین کرام:

اگر تکمیل دین کی آیت کے نزول کے دن رب تعالیٰ ہمارے لئے دو عیدوں کا اجتماع فرماتا ہے تو جس دن تمام ادیان کو مکمل کرنیوالے تاجدارِ ختمِ نبوت تشریف لائے اس

دن عید کیوں نہ منائیں؟

اِس مختصر جواب کے بعد سوال تو ہمارا ابھی بنتا ہے کہ معترضین ومنکرین کہتے ہیں کہ اسلام میں فقط دو عیدیں ہیں جبکہ مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ یوم جمعہ، یوم عرفہ اور یوم نزول آیت تکمیل دین بھی عیدیں ہیں؟

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

جن کی وجہ سے ہمارے رب کریم نے ہمارے دین اسلام کو مکمل کیا۔ ان کا یوم میلاد زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس دن کو عیدوں کی عید کے طور پر منایا جائے۔

ایام تشریق کا عید ہونا۔

امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ نے تحریر فرمایا کہ رسالت مآب ﷺ نے جہاں یوم جمعہ، یوم عرفہ، یوم النحر اور یوم الاضحی کو عید فرمایا وہیں آپ ﷺ نے ایام تشریق کو بھی عید فرمایا:

یوم عرفة ویوم النحر وایام التشریق عید نااهل الاسلام وهن ایام اکل و شرب. (المستدرک، کتاب الصوم، ج1، ص542، رقم الحدیث 1618)

"عرفہ کا دن قربانی کا دن اور تشریق کے دن ہمارے عید کے دن ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں"۔

عید میلاد النبی ﷺ تمام عیدوں سے افضل

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ متعدد ائمہ خصوصاً امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ

علیہ کی تحقیق کے مطابق شبِ میلا دلیلۃ القدر سے افضل ہے۔اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ اس رات نبی اکرم ﷺ کا نور مبارک اپنی والدہ ماجدہ کے رحم پاک میں منتقل ہوا تھا۔

شیخ فتح اللہ بنانی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

"ان لیلۃ الجمعۃ افضل من لیلۃ القدر لا نہ فی لیلتھا حل النور الباھر الشریف فی بطن المکرمۃ آمنہ" (مولد خیر خلق اللہ : 158) جمعہ کی رات لیلۃ القدر سے اس لئے افضل ہے کہ اس رات سرور عالم ﷺ کا مقدس ومطہر نور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے رحمِ مبارک میں جلوہ افروز ہوا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 1052ھ لکھتے ہیں:

از امام احمد منقول است کہ گفت شبِ جمعہ فاضل تر است از شبِ قدر کہ در وے علوق آنحضرت در رحم آمنہ در آمدہ وموجب چندیں خیرات وبرکات در دنیا وآخرت کہ از حد عدد حصر خارج ست گشتہ۔ (اشعۃ اللمعات ، ج1، ص577)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ شب جمعہ، شب قدر سے افضل ہے کیونکہ جمعہ کی رات سرورِ عالم ﷺ کا وہ نور پاک اپنی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مبارک رحم میں منتقل ہوا جو دنیا وآخرت میں ایسی برکات وخیرات کا سبب ہے جو کسی گنتی وشمار میں نہیں آسکتا۔

اشرف علی تھانوی متوفی 1364ھ نے بھی شیخ ہی کے حوالے سے لکھا۔

کہ امام احمد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر

سے بھی زیادہ ہے بعض وجوہ سے اس لئے کہ اس شب میں رسول عالم ﷺ اپنی والدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت کا تشریف لانا اس قدر خیر و برکت دنیا و آخرت کا سبب ہوا۔ جس کا شمار وحساب کوئی نہیں کرسکتا۔ (جمعہ کے فضائل و احکام ، 4)

امام قسطلانی اور عید میلاد:

امام قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 923ھ، ربیع الاول میں امتِ مسلمہ کے معمولات محافلِ میلاد کا انعقاد، صدقہ وخیرات کرنا، ولادتِ نبوی اور اس کی برکات کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فَرَحِمَ اللّٰہ اِمْرَ اً اتَّخَذَلَیَالِی شَھْرِمُوْلَدِہٖ المُبَارِکِ أَعْیَادًا فَیَکُوْنُ اَشَدَّ عِلَّۃَ عَلٰی مَنْ فِی قَلْبِہٖ مَرَضٌ. (المواھب الدنیہ ، ج 1، ص148) اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو سلامت رکھے جس نے آپ کے میلاد کے مہینے کی راتوں کو عید منا کر ہر اس شخص پر شدت کی جس کے دل میں (مخالفت کا) مرض ہے۔

شیخ مصری اور میلاد النبی ﷺ:

شیخ فتح اللہ بنانی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لیلۃ المیلاد کی عظمت کو واضح کرتے ہوئے اسلاف کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

یجب علی امتہ التی رفعھا اللّٰہ بہٖ علی الا مم ان یتخذو الَیْلَۃَ وِلَادَتِہٖ عِیْدًا مِنْ اَکْبَرِ الاَعْیَاد (مولد خیر خلق اللہ: 165) ’’اس دن کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تمام امتوں پر فضیلت عطا کی لہٰذا امت پر لازم ہے کہ وہ اس رات کو سب سے بڑی عید کے طور پر منائیں‘‘۔

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے:

آج تو جھگڑا کیا جا رہا ہے کہ میلا د النبی ﷺ کو عید کہنا اسلام میں زیادتی ہے۔ جو کہ جائز نہیں۔ ہم کہتے ہیں زیادتی فی الاسلام تو جائز نہیں مگر میلا د النبی ﷺ کو عید کہنا اسلام میں زیادتی نہیں۔ یوم ولادت اقدس برکات وفضائل کا وہ سرچشمہ ہے کہ فقط لفظِ ''عید'' استعمال کرنے سے حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

اہل عشق کے نزدیک تو میلا د النبی کی معنویت لفظ ''عید'' سے ادا نہیں ہوتی یعنی ہم یہ لفظ صرف اس لئے بولتے ہیں کہ ہمارے عرف میں خوشی کے اظہار کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی لفظ نہیں ہے۔

خوب کہا شیخ محمد علوی مالکی نے کہ عید کی خوشیاں آتی ہیں گزر جاتی ہیں مگر آپ ﷺ کی آمد سے مخلوقِ خدا کو جو خوشی (عید) نصیب ہوئی وہ ختم ہونے والی ہی نہیں بلکہ وہ دائمی ہے۔

ونحن لا نری تسمیته بالعید لانه اکبر من العید والا عیاد فی الاسلام اثنان عید الفطر و عید الاضحٰی وهما مرةً فی العام اما ذکره ﷺ فهوا اکبر من ذلک واعظم من ان لا تکون فی السنة الا مرة بل ینبغی للمسلم ان یعیش عمره کله فی ذکره ﷺ بمحبته وا حیاء سنته و التعلق به وما الی ذلک. (المورد الروی، 32) ہم یوم ولادتِ مصطفوی کو عید کا نام نہیں دیتے کیونکہ اس کا درجہ تو عید سے کہیں بلند ہے۔ اسلام میں جو دو عیدیں ہیں عید الفطر اور عید الاضحٰی اور وہ دونوں سال میں ایک ہی دفعہ آتی ہیں لیکن آپ ﷺ کا ذکر مبارک اس سے کہیں بلند ہے کہ وہ سال میں ایک دفعہ ہی ہو ہرگز مناسب نہیں بلکہ

ہر مسلمان کو تمام عمر آپ کے ذکر وفکر، محبت، سنت پر عمل اور آپ ﷺ کے ساتھ تعلق میں بسر کرنی چاہئیے۔

عید میلاد النبی ﷺ میں اضافی عبادت؟

عموماً اہل نجد کی طرف سے سوال کیا جاتا ہے کہ اگر یہ میلاد النبی ﷺ عید ہے تو اسلام کی عیدوں کی طرح اس میں اضافی عبادت کیوں نہیں؟

جواباً عرض ہے کہ یہ سوال آج کا نہیں بلکہ ہمارے اسلاف نے اسکا جواب عرصہ پہلے عطا فرما دیا ہے۔

امام احمد قسطلانی المتوفی 923ھ لیلۃ المیلاد کی فضیلت اور اسی اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

واذا كان يوم الجمعة الذى خلق فيه آدم عليه السلام خص بساعة لا يصاد فيها عبد مسلم يسال الله فيها خيراً الا اعطاه اياه فما بالک بالساعة التى ولد فيها سيد المرسلين ولم يجعل الله تعالىٰ فى يوم الجمعة المخلوق فيه آدم من الجمعة وا لخطبة و غير ذلک اكراماًلنبيه ﷺ با التخفيف عن امته بسبب عناية و جوده قال تعالىٰ وما ارسلنک الا رحمة للعالمين ومن جملة ذلک عدم التكليف.

(المواهب المدينه، ج1،ص142)

وہ جمعہ کا دن جس میں آدم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اس میں ایک خصوصی گھڑی ہے جسمیں کوئی مسلمان جس شے کی دُعا کرے وُہ اسے عطا کی جاتی ہے۔ تو اس خصوصی گھڑی کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا جس میں تمام رسولوں کے سردار کی تشریف آوری ہوئی اور

یوم ِمیلاد میں یوم جمعہ کی طرح جمعہ یا خطبہ وغیرہ لازم نہ کرنیکی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے وجودِ رحمت کے اکرام کی وجہ سے امت پر تخفیف ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اسی رحمت کا ایک اظہار یہ بھی ہے کہ کسی عبادت کا مکلّف نہیں بنایا۔

اور یہی جواب امام ابن الحاج المتوفی 737ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بالفاظ دیگر دیکر سرکار ﷺ کے یوم میلاد کی عظمت پر پہرہ دیا۔ (المدخل ج 2ص 30)

جمعہ عید کا دن ہے

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی 405ھ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسالت مآب ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

یوم الجمعة عید فلا تجعلوا یوم عید کم یوم صیا مکم الا ان تصوموا قبله او بعد ہ.

(المستدرک ،کتاب الصوم ، ج1، ص544، رقم الحدیث 1629)

جمعہ کا دن، عید ہے۔ لہٰذا تم اس عید کے دن روزہ نہ رکھو البتہ اس صورت میں جب اس سے پہلے یا بعد روزہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے۔

ایک دفعہ عید جمعہ کے روز ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا، قَدۡ اِجۡتَمَعَ فِیۡ یَوۡ مِکُمۡ ھٰذا عیدان

(المستدرک ، کتاب الجمعه ،ج1 ص397رقم الحدیث 1092)

''آج کے دن تمہارے لئے دوعیدیں جمع ہوگئی ہیں''۔

ایک ہی دن دوعیدوں کا جمع ہونا

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی 405ھ لکھتے ہیں۔ حضرت ایاس بن ابی رملہ الشامی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو ان کے پاس حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا:

هَلُ شَهِدُتَّ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عِيدَيُنِ اِجُتَمَعَا فِيُ يَوُمٍ ؟قَالَ نَعَمُ .

قَالَ كَيُفَ صَنَعَ ؟ قَالَ صَلَّى الُعِيُدَ ثُمَّ رَخَّصَ فِيُ الُجُمُعَةِ

(المستدرک ، کتاب الجمعه، ج1، ص397، رقم الحدیث 1091)

''کیا آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایسی دوعیدوں میں حاضر ہوئے ہیں جو ایک ہی دن میں ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں میں حاضر ہوا ہوں۔ پوچھا آپ ﷺ نے کیسے کیا تھا؟ انہوں نے بتایا آپ ﷺ نے عید کی نماز ادا کی اور جمعہ میں رخصت عطا کی''۔

جمعہ کا دن عیدین سے افضل

ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی متوفی 741ھ لکھتے ہیں۔

جمعہ عید ہی نہیں بلکہ دونوں عیدوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) سے افضل بھی ہے۔

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ يَوُمَ الُجُمُعَةِ سَيِّدُالَا يَّامِ وَاَعُظَمُهَاعِنُدَ اللّٰهِ وَ هُوَ اَعُظَمُ عِنُدَ اللّٰهِ مِنُ يَوُمِ الَا ضُحٰى وَ يَوُمِ الُفِطُرِ

(مشکوٰۃ المصابیح ، کتاب الصلوۃ ،باب الجمعه،فصل ثالث ، ج1، ص255،رقم الحدیث1363)

''جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے ہاں تمام سے عظیم ہے اور یہ اللہ کے

ہاں یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر دونوں سے افضل ہے"۔

جمعہ کا دن عیدین سے افضل کیوں؟

امام ولی الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 741ھ تحریر فرماتے ہیں۔

کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسالت مآب ﷺ سے پوچھا گیا۔

لِاَیِّ شَئیٍ سُمِّی یَوْمَ الْجُمُعَۃِ

"جمعہ کا یہ نام کیوں رکھا گیا"؟

آپ نے فرمایا:

لِاَ نَّ فِیْھَا طَبَعَتْ طِینَۃُ اَبِیْکَ آدم وَ فِیْھَا الصَّعِقَۃُ وَ الْبُعْثَۃُ وَفِیْ آخر ثلث ساعت منھا ساعۃٌ من دعا اللہ فیھا اُستجیب لہ.

(مشکوٰۃ المصابیح ،کتا ب الصلوۃ،با ب الجمعہ ، فصل ثالث ، ج 1،ص255رقم الحدیث1365)

"اس میں تمہارے باپ آدم علیہ السلام کا خمیر تیار ہوا یعنی تخلیق ہوئی، اسی میں قیامت برپا ہوگی اور اسی میں دوبارہ اٹھایا جائے گا اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے"۔

محترم قارئین کرام:

جس دن جناب آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوا گر وہ دن ہمارے لئے ہر ہفتہ میں عید کا دن ہوسکتا ہے تو جس دن امام الانبیا ﷺ کی تشریف آوری ہو وہ دن ہمارے لئے عید کیوں نہیں؟

اعتراض:

ہمارے اوپر سوال کیا جاتا ہے کہ 12 ربیع الاول آپ ﷺ کی وفات کا دن بھی تو ہے

اس لئے اسے عید نہیں کہنا چاہئے۔

جواب:

ہم کہتے ہیں اولاً تو 12 ربیع الاول وفات کا دن ہے نہیں، ثانیاً اگر وفات کا دن ہو بھی تو وہ لفظ ''عید'' کے استعمال سے مانع نہیں۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فضیلت جمعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ان من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم و فیه قبض.

(ابواؤد، کتاب الصلوة، فضل یوم الجمعه الخ، ج1، ص174، رقم الحدیث 1047)

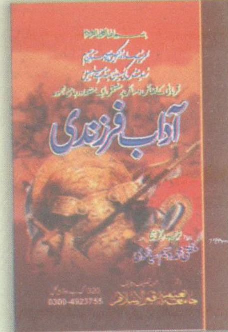
''تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی میں ان کا وصال ہوا''.

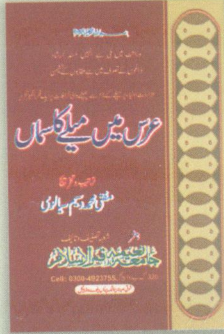
جمعہ کے دن سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق اور وصال ہوا وہ دن ''عید'' ہے یعنی وصال آدم علیہ السلام اگر عید کے منافی نہیں تو سرکار ﷺ کے وصال مبارک کو آڑ بنا کر 12 ربیع الاول کو عید میلاد النبی ﷺ کہنے اور منانے سے کیوں منع کرتے ہیں۔ حالانکہ سرکار ﷺ کا وصال 12 ربیع اول کو ہے ہی نہیں۔ جیسا کہ ہم اپنی تصنیف ''البرہان القوی فی التاریخ میلاد النبی ﷺ'' میں ثابت کر چکے ہیں۔ مزید دلائل جاننے کیلئے اس کا مطالعہ کریں۔

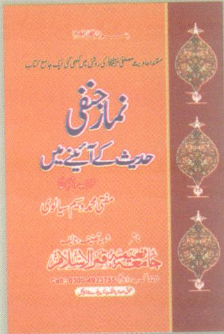
کتابیات

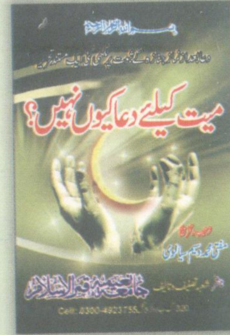
نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	متوفی	طباعت
1	قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ		
2	کنز الایمان	امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ	1340	ضیاء القرآن لاہور
3	خزائن العرفان	مولانا نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ	1367	ضیاء القرآن لاہور
4	تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی	606	دار احیاء التراث العربی بیروت 1415ھ
5	تفسیر روح البیان	علامہ اسماعیل حقی	1137	مکتبہ القدس کراچی
6	صحیح البخاری	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	256	دار السلام للنشر والتوزیع 1419ھ
7	سنن الترمذی	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	497	دار احیاء التراث العربی بیروت
8	مشکوٰۃ المصابیح	امام محی الدین تبریزی شافعی	742	شرکۃ دار الارقم بیروت
9	سنن ابو داؤد	الحافظ ابو داؤد بن الاشعث	475	دار الکتب العلمیہ 1971ء بیروت
10	المیلاد النبی ﷺ	ابن جوزی	597	دار الکتب العلمیہ بیروت 1971ء
11	خطبات میلاد النبی ﷺ	مولانا اشرف علی تھانوی	1364	تالیفات اشرفیہ ملتان 1430ھ
12	لسان العرب	علامہ ابن منظور افریقی	711	مکتبہ دار الحدیث قاہرہ 1423ھ
13	الحاوی للفتاویٰ	امام جلال الدین سیوطی	911	مطبعہ السعادہ مصر 1959ء
14	حسن المقصد فی عمل المولد	امام جلال الدین سیوطی	911	دار المعرفہ بیروت 1431ھ
15	المولد النبوی ﷺ	علامہ عبد الرحمٰن بن جوزی	597	دار المعرفہ بیروت 1372ھ
16	ماثبت من السنہ	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	1052	ادارہ نعیمیہ رضویہ لاہور
17	المورد الروی فی مولد النبی	علی بن سلطان محمد القاری	1014	المدینہ منورہ 1400ھ
18	فتاویٰ عبد الحیٔ	مولانا عبد الحیٔ لکھنوی	1304	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی 1373ھ
19	شرح المواہب للزرقانی	علامہ محمد عبد الباقی زرقانی	1124	دار الفکر بیروت 1393ھ
20	کتاب العظمہ	امام عبد اللہ محمد بن جعفر بابی الشیخ	396	دار الکتب العلمیہ بیروت 1414ھ
21	عمدہ القاری	حافظ بدر الدین عینی حنفی	855	دار احیاء التراث بیروت 1415ھ
22	المستدرک	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری	405	قدیمی کتب خانہ کراچی
23	اشعۃ اللمعات	عبد الحق محدث دہلوی	1052	مطبع تیج کمار لکھنو
24	جمعہ کے فضائل واحکام	مولانا اشرف علی تھانوی	1364	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
25	المواہب الدنیہ	علامہ احمد قسطلانی	911	دار المعروفہ بیروت 1973ء
26	عہد نامہ قدیم	محرفہ		پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور

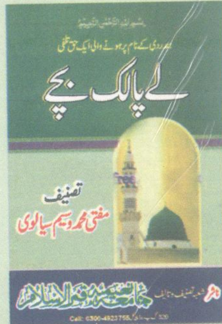
مؤلف کی زیر طبع کتب

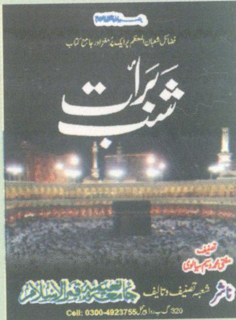












ناشر شعبہ تصنیف وتالیف جامعۃ النعیمیہ قمر الاسلام